U6167. , Date 24-12-03

Title – TAREEKH-E-MIRZA.

Creator – Abu Al Wafa Sana Ullah Amritsari.

Publisher – Matba Barqi (Amritsar).

Date – 1923.

Pages – 46.

Subjects – Manazirah – Bainul Faraq; Islam – Faraq – Ahmadiyat; Ghulam Ahmad Mirza – Sawaneh-o-Tanqeed.

فجعلناهم احاديث

الحمد لله

رسالہ

تاریخ مرزا

جسمیں

جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت و مہدویت

کے حالاتِ صحیحہ مصدقہ از ولادت تا وفات درج ہیں

مصنفہ

مولنا ابو الوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل) امرتسری

بماہ جولائی ۱۹۲۳ء

در مطبع [illegible] امرتسر بماہ ذیقعدہ سنہ ۱۳۴۱ھ طبع

اصل قیمت ۸/

محل وصول دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر

دفعہ دوم

ہفتہ وار اخبار

اہلحدیث

یہ اخبار کیا ہے؟ مجمع البحرین ہے یعنی دین و دنیا کا مجموعہ ۱۸×۲۲ تقطیع کے ۱۶ بڑے صفحوں پر ہر جمعہ کے دن ہفتہ وار امرتسر سے شائع ہوتا ہے جس میں مضامین مذہبی اخلاقی مسائل فتاوے اور مخالفین کے اعتراضات کے جوابات وغیرہ درج ہوتے ہیں۔ ایک دو صفحوں پر دنیا بھر کی چیدہ چیدہ خبریں بھی درج ہوتی ہیں۔ غرض یہ اخبار توحید و سنت کا حامی۔ شرک و بدعت کا دشمن مخالفین کے سامنے ڈھال کا کام دینے والا۔ دنیا کی چیدہ چیدہ اور عمدہ خبریں بتانیوالا ہے۔

قیمت سالانہ پانچروپیہ (صہ)

المشتہر منیجر اہلحدیث امرتسر (پنجاب)

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ علی من لا نبی بعدہ

دیباچہ تاریخ مرزا

پہلے مجھے دیکھیے

مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے مذہبی خیالات اور علمائے کرام کی طرف سے اُن پر تنقیدات تو عرصہ سے شائع ہو رہی ہیں جسکا کافی بلکہ کافی سے بھی زیادہ ذخیرہ جمع ہو چکا ہے خاکسار کے بعض دور اندیش احباب[1] نے ایک روز بر سبیل تذکرہ فرمایا کہ یہ جتنا کچھ آج تک لکھا گیا ہے مسائل مرزا پر لکھا گیا جو کافی ہے اسوقت تو بہت سے لوگ مرزا صاحب کی شخصیت کو جاننے والے خاصکر پنجاب میں موجود ہیں ممکن ہے کچھ مدت بعد ان کی شخصیت کی تلاش

[1] جناب مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی سلمہ

نہ ملنے پر اُن کی تصنیفات اپنا اثر کر جاویں۔ اس لئے کوئی کتاب بطور سوانح کے لکھی جائے تو موجودہ اور آئندہ نسلوں کو بہت مفید ہو۔ عرصہ ہوا خاکسار کے زیر اہتمام ایک کتاب "چودھویں صدی کا مسیح" مرزا صاحب کے حالات میں چھپی تھی جو ناول کے طرز پر تھی اس کو ان صاحب نے اس مطلب کے لئے کافی نہ جانا تو بوجہ حسن ظن اور بوجہ اُس تعلق کے جو خاکسار کو قادیان سے ہے فرمائش کی کہ میں اس کام کو انجام دوں کچھ دنوں بعد میرے دل میں بھی اس کی اہمیت آئی تو میں نے اس کے لکھنے کے لئے قلم اٹھایا۔ بحمد اللہ یہ رسالہ پورا ہو کر ناظرین کے ملاحظہ سے گزر رہا ہے۔

نوٹ } اس رسالہ میں بطور تاریخ کے مضامین لکھے گئے ہیں بطور مناظرہ نہیں اگر مناظرانہ رنگ دیکھنا ہو تو خاکسار کی دوسری تصنیفات رسالہ "الہامات مرزا" "مرقع قادیانی" وغیرہ اور دیگر اصحاب کی تصنیفات ملاحظہ کریں۔

نوٹ } جو حوالے اس کتاب میں دیئے گئے ہیں سب صحیح ہیں مقابلہ میں کوئی انکار کرے تو مجھ سے دریافت کر سکتے ہیں۔ بذریعہ جوابی خط

ابوالوفاء ثناء اللہ (مولوی فاضل)	طبع دوم	امرتسر رمضان ۱۳۴۱ھ مئی ۱۹۲۳ء

پہلا حصہ تاریخ مرزا

تمہید

مرزا صاحب کی زندگی دو حصوں پر منقسم ہے ایک قبل دعوے مسیحیت دوسرا بعد دعوے مسیحیت۔ ان دونوں میں بہت بڑا اختلاف ہے

پہلے حصے میں مرزا صاحب صرف ایک باکمال مصنف کی صورت میں پیش ہوتے ہیں دوسرے حصے میں اس کمال کو کمال تک پہونچا کر مسیح موعود مہدی مسعود کرشن گوپال نبی اور رسول ہونے کا بھی ادعا کرتے ہیں پہلے حصے میں جمہور علمائے اسلام اون کی تائید پر ہیں دوسرے حصے میں جمہور بلکہ کل علمائے اسلام ان کے مخالف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہ سب کچھ واقعات سے ثابت ہوگا

مرزا صاحب کے مریدوں نے بھی ان کی سوانح لکھی ہیں مگر وہ محض اعتقادی اصول پر ہیں ہماری یہ کتاب واقعات صحیحہ سے لبریز ہے چنانچہ ناظرین ملاحظہ فرماویں گے

تاریخ مرزا حصہ اول قبل دعوائے مسیحیت

امرت سر سے شمال مشرق کو ریلوے لائن پر ایک پرانا قصبہ بٹالہ ہے جو ضلع گورداسپور کی تحصیل ہے بٹالہ سے گیارہ میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا قصبہ قادیان ہے جو مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کی جائے ولادت ہے مرزا صاحب کی تاریخ ولادت صاف تو ملتی نہیں البتہ ان کی اپنی کتاب "تریاق القلوب[1]" سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ سنہ ۱۲۶۱ھ مطابق تخمیناً ۱۸۴۵ء میں پیدا ہوئے تھے آپکے والد کا نام حکیم مرزا غلام مرتضٰے تھا۔ قوم زمیندار پیشہ طبابت کرتے تھے۔ ابتداء میں مشرقی علوم مولوی گل شاہ (شیعہ) سے بٹالہ میں پڑھے اردو عربی فارسی کے سوا انگریزی وغیرہ سے واقف نہ تھے۔ ثابت نہیں کہ کسی مشہور درسگاہ میں آپنے تحصیل علم کی ہو جوان ہو کر تلاش معاش میں نکلے سیالکوٹ کی کچہری میں پندرہ روپیہ ماہوار کے محرر ہوئے[2] وہاں سے بغرض ترقی آپ نے قانونی مختار کاری کا امتحان دیا فیل ہو گئے بعد ازاں بعد تصنیف کی طرف طبیعت کا رخ ہوا طبیعت میں ایجاد ملتی اس لئے بڑی کتاب شائع کرنے سے پہلے اشتہاری طریق اختیار کیا کبھی آریوں سے مخاطب ہوئے کبھی عیسائیوں سے کبھی برہمنوں سے چنانچہ ایک دو اشتہار اس مضمون کے بطور نمونہ درج ذیل ہیں۔

اشتہار انعامی پانسو روپیہ

اشتہار ہذا اس غرض سے دیا جاتا ہے کہ ۷ دسمبر ۱۸۷۷ء کو وکیل ہندوستان وغیرہ اخبار میں بعض لائق فائق آریہ سماج والوں نے بابت روحوں کے اصول

---

[1] صفحہ ۶۸ - ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۱۳۲۶ہجری کو فوت ہوئے۔ صفحہ ۱۲۶ کتاب ہذا

[2] تحفہ شاہزادہ ویلز صفحہ (۳۴) مصنفہ مرزا محمود احمد خلف مرزا غلام احمد قادیانی

اپنا یہ شائع کیا ہے کہ ارواح موجودہ بے انت ہیں اور اس کثرت سے ہیں کہ پرمیشر کو بھی انکی تعداد معلوم نہیں اسیواسطے ہمیشہ مکتی پاتے رہتے ہیں اور پاتے رہینگے مگر کبھی ختم نہیں ہو وینگے۔ تردید اس کی ہم نے ۹ فروری سے ۹ مارچ تک سفیر ہند کے پرچوں میں بخوبی ثابت کر دیا ہے کہ اصول مذکور سراسر غلط ہے اب بطور اتمام حجت کے یہ اشتہار تعداد پانسو روپیہ مع جواب الجواب بادا نرائن سنگھ صاحب سکرٹری آریہ سماج امرتسر کے تحریر کر کے اقرار صحیح قانونی اور عہد جائز شرعی کرتا ہوں کہ اگر کوئی صاحب آریہ سماج والوں میں سے بپابندی اصول مسلمہ اپنے کے کل دلائل مندرجہ سفیر ہند و دلائل مرقومہ جواب الجواب مشمولہ اشتہار ہذا کے توڑ کر یہ ثابت کر دے کہ ارواح موجودہ جو سوا چار ارب کی مدت میں کل دورہ اپنا پورا کرتے ہیں بے انت ہیں اور اپیشور کو تعداد ان کا نامعلوم رہا ہوا ہے تو میں اس کو مبلغ پانسو روپیہ بطور انعام دونگا اور درصورت توقف کے شخص مثبت کو اختیار ہوگا کہ بمدد عدالت وصول کرے لیکن واضح ہے کہ اگر کوئی صاحب سماج مذکور میں سے اس اصول سے منکر ہو تو صرف انکار طبع کرانا کافی نہ ہوگا۔ بلکہ اس صورت میں متصریح لکھنا چاہیئے کہ پھر اصول کیا ہوا؟ آیا یہ بات ہے کہ ارواح ضرور کسی دن ختم ہو جاوینگے اور تناسخ اور دنیا کا ہمیشہ کے واسطے خاتمہ ہوگا یا یہ اصول ہے کہ خدا اور روحوں کو پیدا کر سکتا ہے یا یہ کہ بعد مکتی پانے سب روحوں کے پھر ایشر ادنہیں مکتی یافتہ روحوں کو کیڑے مکوڑے وغیرہ مخلوقات بنا کر دنیا میں بھیجدے گا یا یہ کہ اگرچہ ارواح بے انت نہیں اور تعداد ان کا کسی حدود معین میں ضرور محصور ہیں مگر پھر بھی بعد نکالے جانے کے باقیماندہ روح اتنے کے اتنے ہی نہیں رہتے ہیں نہ مکتی والوں کی جماعت جنہیں یہ تازہ مکتی یافتہ جا ملتے ہیں اس بالائی آمدن سے پہلے سے کچھ زیادہ ہو جاتے ہیں اور نہ یہ جماعت جس سے کسی قدر ارواح نکل گئے بعد اس خرچ کے کچھ کم ہوتے غرض جو اصول ہو بتفصیل مذکورہ لکھنا چاہیئے۔ المشتہر:- مرزا غلام احمد رئیس قادیاں عفی عنہ ۲۰ مارچ ۱۸۷۸ء

دوسرا اشتہار بجواب سوامی دیانند بانی آریہ سماج ملاحظہ ہو

اعلان

سوامی دیانند سرسوتی صاحب نے بجواب ہماری اس بحث کے جو ہم نے روحوں کا بے انت ہونا باطل کر کے غلط ہونا مسئلہ تناسخ اور قدامت سلسلہ دنیا کا ثابت کیا تھا معرفت تین کس آریہ سماج والوں کے یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگرچہ ارواح حقیقت میں بے انت نہیں لیکن تناسخ اس طرح ہمیشہ بنا رہتا ہے کہ جب سب ارواح مکتی پا جاتی ہیں تو پھر بوقت ضرورت مکتی سے باہر نکالی جاتی ہیں اب سوامی صاحب فرماتے ہیں کہ اگر ہمارے اس جواب میں شک و شبہ ہو تو بالمواجہ بحث کرنی چاہیئے چنانچہ اسی بارے میں سوامی صاحب کا ایک خط بھی آیا اس خط میں بھی بحث کا شوق ظاہر کرتے ہیں اس واسطے بذریعہ اس اعلان کے معروض کیا جاتا ہے کہ بحث بالمواجہ بسر و چشم ہم کو منظور ہے کاش سوامی صاحب کسی طرح ہمارے سوالوں کا جواب دیں مناسب ہے کہ سوامی صاحب کوئی مقام ثالث بالخیر کا واسطے انعقاد اس جلسہ کے تجویز کر کے بذریعہ کسی مشہور اخبار کے تاریخ و مقام کو مشتہر کر دیں۔ لیکن اس جلسہ میں شرط یہ ہے کہ یہ جلسہ بحاضری چند منصفان صاحب لیاقت اعلیٰ کہ تین صاحب انہیں میں سے ممبران برہمو سماج اور تین صاحب مسیحی ہونگے قرار پائیگا اول تقریر کرنے کا ہمارا حق ہوگا۔ کیونکہ ہم معترض ہیں پھر پنڈت صاحب برعایت شرائط تہذیب جو چاہینگے جواب دیں گے پھر اس کا جواب الجواب ہماری طرف سے گذارش ہوگا اور بحث ختم ہو جائیگی ہم سوامی صاحب کی اس درخواست سے بہت خوش ہوئے ہم تو پہلے ہی کہتے تھے کہ کیوں سوامی صاحب اور اور پنڈتوں میں لگے ہوئے ہیں اور ایسے سخت اعتراض کا جواب نہیں دیتے جس نے سب آریہ سماج والوں کا دم بند کر رکھا ہے اب اگر سوامی صاحب نے اس

اعلان کا کوئی جواب مشتہر نہ کیا تو بس یہ سمجھو کہ سوامی صاحب صرف باتیں کر کر اپنے تو ابعین کے آنسو پونچھتے تھے اور سکت یا بوں کی واپسی میں جو جو شقاہیں مضمون مشمولہ متعلقہ اس اعلان میں درج ہیں ناظرین پڑھیں اور انصاف فرماویں

المعلن :۔ مرزا غلام احمد رئیس قادیان ۱۰ جون ۱۸۷۸ء

اس قسم کی اشتہار بازی کچھ مدت تک کرنے سے ملک میں کافی شہرت ہو گئی مسلمانوں نے آپ کو حامئ اسلام سمجھا تو آپ نے ایک اشتہار بغرض امداد کتاب براہین احمدیہ شائع کیا جو درج ذیل ہے۔

اشتہار بغرض استعانت و استظہار از انصار دین محمد مختار صلی اللہ علیہ و علی آلہ الابرار

اخوان دیندار و مومنین غیرت شعار و حامیان دین اسلام و متبعین سنت خیر الانام پر روشن ہو کہ اس خاکسار نے ایک کتاب متضمن اثبات حقانیت قرآن و صداقت دین اسلام ایسی تالیف کی ہے جس کے مطالعہ کے بعد طالب حق سے بجز قبولیت اسلام اور کچھ بن نہ پڑے اور اس کے جواب میں قلم اٹھانے کی کسی کو جرأت نہ ہو سکے اس کتاب کیساتھ اس مضمون کا ایک اشتہار دیا جاوے گا کہ جو شخص اس کتاب کے دلائل کو توڑ دے وہ مع ذلک اس کے مقابلہ میں اپنی دلائل یا ان کے نصف یا ثلث یا ربع یا خمس سے اپنی کتاب کا (جسکو وہ الہامی سمجھتا ہے) حق نما یا اپنے دین کا بہتر ہونا ثابت کر دکھائے اور اس کے کلام یا جواب کو میری شرائط مذکورہ کے موافق تین منصف (جنکو مذہب فریقین سے تعلق نہ ہو) مان لیں تو میں اپنی جائداد تعدادی دس ہزار روپیہ (جو میرے قبض و تصرف میں ہے) دست بردار ہو جاؤنگا اور سب کچھ اسکے حوالہ کر دونگا اس باب میں جس طرح کوئی چاہے اپنی اطمینان کر لے بحجت تمسک لکھا لے یا رجسٹری کرا لے اور میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ کو

آ کر بچشم خود دیکھ لے

باعث تصنیف :۔ اس کتاب کے پنڈت دیانند صاحب اور انکے اتباع ہیں جو اپنی اُمت کو آریہ سماج کے نام سے مشہور کر رہے ہیں اور بجز اپنے وید کے حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ مسیح اور حضرت محمد مصطفیٰ علیہم السلام کی تکذیب کرتے ہیں اور نعوذ باللہ توریت۔ انجیل۔ زبور۔ فرقان مجید کو محض افترا سمجھتے ہیں اور ان مقدس نبیوں کے حق میں ایسے توہین کے کلمات بولتے ہیں کہ ہم سُن نہیں سکتے ایک صاحب انہیں سے اخبار سفیر ہند میں بطلب ثبوت حقانیت فرقان مجید کئی دفعہ ہمارے نام اشتہار بھی جاری کیا ہے اب ہم نے اس کتاب میں ان کا اور ان کے اشتہاروں کا کام تمام کر دیا ہے اور صداقت قرآن ونبوت کو بخوبی ثابت کیا پہلے ہم نے اس کتاب کا ایک حصہ پندرہ جزو میں تصنیف کیا بغرض تکمیل تمام ضروری امروں کے نو حصے اور زیادہ کر دیئے جس کے سبب سے تعداد کتاب ڈیڑھ سو جزو ہو گئی ہر ایک حصہ اس کا ایک ہزار نسخہ چھپے تو چورانوے روپیہ صرف ہوتے ہیں پس کل حصص کتاب نو سو چالیس روپے سے کم میں نہیں چھپ سکتے اذا انجا کہ ایسی بڑی کتاب کا چھپکر شائع ہونا بجز معاونت مسلمان بھائیوں کے بڑا مشکل امر ہے اور ایسے اہم کام میں اعانت کرنے میں جسقدر ثواب ہے وہ ادنیٰ اہل اسلام پر بھی مخفی نہیں لہذا اخوان مومنین سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں شریک ہوں اور اس کے مصارف طبع میں معاونت کریں اغنیا لوگ اگر اپنے مطبخ کے ایک دن کا خرچ بھی عنایت فرمادینگے تو یہ کتاب بسہولیت چھپ جائیگی ورنہ یہ مہر درخشاں چھپا رہے گا یا جوں کریں کہ ہر ایک اہل وسعت بہ نیت خریداری کتاب پانچ پانچ روپیہ معہ اپنی درخواست کے راقم کے پاس بھیجدیں جیسی جیسی کتاب چھپتی جائے گی ان کی خدمت میں ارسال ہوتی رہے گی۔

غرض انصار اللہ بن کر اس نہایت ضروری کام کو جلد تر بسر انجام پہنچا دیں اور نام اس کتاب کا۔ البراہین الاحمدیہ علی حقیقۃ کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ۔

دکھایا گیا ہے خدا اس کو مبارک کرے اور گمراہوں کو اس کے ذریعہ سے سیدھے راہ پر چلاوے۔ آمین

المشتھر: خاکسار غلام احمد از قادیاں ضلع گورداسپور پنجاب

جس زور شور سے اس کتاب کا اشتہار تھا آخر کار نکلی تو صورت اس کی یہ تھی ایک جلد موٹے حرفوں میں صرف اس کے اشتہار کی تھی باقی جلدوں میں مضامین شروع ہوئے مگر مضامین کی بناء زیادہ تر اپنے الہامات اور مکاشفات پر تھی لیکن وہ الہامات ایسے کچھ صاف اور صریح اسلام کے مخالف نہ تھے بلکہ بعض معاون بعض گول اس لئے حسن ظن علماء اس پر بھی مرزا صاحب سے مانوس ہی رہے اس زمانہ میں سب سے بڑے مانوس مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ تھے جنہوں نے اس کتاب پر بڑا بسیط ریویو لکھا اور مخالفین کو جوابات دیئے باوجود اس کے دور اندیش علماء اسلام مرزا صاحب سے خوفزدہ تھے مولانا حافظ عبدالمنان مرحوم محدث وزیر آبادی سے میں نے خود سنا کہ مجھے شبہ ہوتا ہے کسی دن یہ شخص (مرزا) نبوت کا دعوےٰ کرے گا ایسا ہی حضرت مولوی ابو عبد اللہ غلام العلی صاحب مرحوم امرتسری سے سننے والوں کا بیان ہے کہ مرحوم بھی مرزا صاحب سے خوف زدہ تھے کہ کسی دن نبوت کا دعوےٰ کریں گے مرزا صاحب نے براہین احمدیہ میں مولوی صاحب مرحوم کا نام لے کر رد بھی کیا ہے ایسا ہی مولوی غلام دستگیر مرحوم قصوری اور مولوی محمد وغیرہ خاندان علمائے لودہانہ بھی مرزا صاحب سے بدظن تھے ہم حیران ہیں ان علماء کی فراست کس درجہ کی تھی کہ آخر کار وہی ہوا جو ان حضرات نے گمان کیا تھا جس کا بیان دوسرے باب میں آئے گا۔

چونکہ مرزا صاحب ملک میں بحیثیت ایک نامور مصنف مناظر بلکہ بالکل عارف باللہ صوفی ملہم کی صورت میں پیش ہوئے تھے اس لئے آپ کی کوئی تجویز کراماتی رنگ سے خالی نہیں ہوتی تھی چنانچہ آپ نے ایک اشتہار دہلی اخبار

کرامت دیا جو درج ذیل ہے

پیشگوئی

بالہام اللہ تعالیٰ و اعلامہ عزّ و جلّ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جلّ شانہٗ و عزّ اسمہٗ مجھ کو اپنے الہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا سو میں نے تیری تضرعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیت جگہ دی اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لدھیانہ کا سفر ہے تیرے لئے مبارک کر دیا سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا تا کہ وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں موت کے پنجے سے نجات پاویں اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو اور تا حق اپنی تمام برکتوں کے ساتھ آجائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کے ساتھ بھاگ جائے اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں جو چاہتا ہوں سو کرتا ہوں اور تا وہ یقین لائیں کہ میں تیرے ساتھ ہوں اور تا انہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے اور خدا اور خدا کے دین اور اس کی کتاب اور اس کے پاک رسول محمد مصطفےٰ کو انکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جاوے سو تجھے بشارت ہو کہ ایک وجیہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا ایک زکی غلام لڑکا) تجھے ملے گا وہ لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے اسکا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے اس کو مقدس روح دیگئی ہے اور وہ رجس سے پاک ہے اور وہ نور اللہ ہے مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئیگا وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا وہ دنیا میں آئیگا اور اپنے

مسیحی نفس اور روح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا وہ کلمۃ اللہ ہے کیونکہ خدا کی رحمت اور غیوری نے اسے کلمہ تمجید سے بھیجا ہے وہ سخت ذہین اور فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پر کیا جائیگا اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا اس کے معنے سمجھ میں نہیں آئے۔ دو شنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول والآخر مظہر الحق والعلا کان اللہ نزل من السماء جس کا نزول بہت مبارک اور جلال الٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔ نور آتا ہے نور جس کو خدا نے اپنی رضا مندی سے عطر سے ممسوح کیا ہم اس میں اپنی روح ڈالیں گے اور خدا کا سایہ اس کے سر پر ہوگا وہ جلد جلد بڑھیگا اور اسیروں کی رستگاری کا موجب ہوگا اور زمین کے کناروں تک شہرت پائیگا اور قومیں اس سے برکت پائینگی تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کیطرف اٹھایا جائیگا وکان امرا مقضیا

راقم خاکسار مرزا غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ ہوشیارپور طویلہ شیخ مہر علی صاحب رئیس ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء

اس اشتہار پر مخالفوں کی طرف سے اعتراض ہوا کہ چند روز سے مرزا صاحب کے گھر میں لڑکا پیدا ہوا ہے جس کو مخفی رکھا گیا ہے اس کے جواب میں مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا جو درج ذیل ہے۔

اشتہار واجب الاظہار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

چونکہ اس عاجز کے اشتہار مورخہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء پر جس میں ایک پیشگوئی دربارہ تولد ایک فرزند صالح ہے جو بصفات مندرجہ اشتہار پیدا ہوگا دو شخص ساکنہ قادیان یعنے حافظ سلطانی کشمیری و صابر علی نے روبروئے مرزا نواب بیگ و میاں شمس الدین و مرزا غلام علی ساکنان قادیان یہ دروغ بے فروغ برپا کیا ہے کہ ہماری دانست میں عرصہ ڈیڑھ ماہ سے صاحب اشتہار کے گھر میں لڑکا

پیدا ہوگیا ہے حالانکہ یہ قول نامبردگان کا سراسر افترا و دروغ و بمقتضائے
کینہ و حسد و عناد جبلی ہے جس سے وہ نہ صرف مجھ پر بلکہ تمام مسلمانوں پر
حملہ کرنا چاہتے ہیں اس لئے ہم اُن کے قول دروغ کا ردّ واجب سمجھ کر عام اشتہار
دیتے ہیں کہ ابھی تک جو ۲۲ مارچ سنہ ۱۸۸۶ء ہے ہمارے گھر میں کوئی لڑکا
بجز پہلے دو لڑکوں کے جن کی ۲۰-۲۲ سال سے زیادہ عمر ہے پیدا نہیں ہوا
لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ الٰہی ۹ برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا
خواہ جلد ہو خواہ دیر سے بہرحال اس عرصہ کے اندر پیدا ہو جائے گا اور یہ اتہام
کہ گویا ڈیڑھ ماہ سے پیدا ہو گیا ہے سراسر دروغ ہے ہم اس دروغ
کے ظاہر کرنے کے لئے لکھتے ہیں کہ آج کل ہمارے گھر کے لوگ بمقام چھاؤنی
انبالہ صدر بازار اپنے والدین کے پاس یعنے والد میر ناصر نواب صاحب نقشہ
نویس دفتر نہر کے پاس بود و باش رکھتے ہیں اور اُن کے گھر کے متصل منشی
مولا بخش صاحب ملازم ڈاک ریلوے اور بابو محمد صاحب کلرک دفتر نہر رہتے
ہیں معترضین یا جس شخص کو شبہ ہو اُس پر واجب ہے کہ اپنا شبہ رفع کرنے
کے لئے وہاں چلا جاوے اور اس جگہ اردگرد سے خوب دریافت کرلے اگر کرایہ
آمد و رفت موجود نہ ہو تو ہم اس کو دے دینگے۔ لیکن اگر اب بھی جاکر دریافت
نہ کرے اور نہ دروغگوئی سے باز آوے تو بجز اس کے کہ ہمارے اور حق پسندوں
کی نظر میں لعنة الله على الكاذبين کا لقب پاوے اور نیز زیر عتاب
حضرت احکم الحاکمین کے آوے اور کیا ثمرہ اس یاوہ گوئی کا ہوگا۔ خدا تعالےٰ
ایسے شخصوں کو ہدایت دیوے کہ جو بوجہ حسد ہیں آکر اسلام کی کچھ پرواہ نہیں رکھتے
اور اس دروغگوئی کے مآل کو بھی نہیں سوچتے اس جگہ اس وہم کا دور کرنا بھی قرین
مصلحت ہے کہ جو بمقام ہوشیارپور ایک آریہ صاحب نے اس پیشگوئی پر بصورت
اعتراض پیش کیا تھا کہ لڑکا لڑکی کے پیدا ہونے کی شناخت دائیوں کو بھی ہوتی
ہے دائیاں بھی معلوم کرسکتی ہیں کہ لڑکا پیدا ہوگا یا لڑکی واضح رہے کہ ایسا اعتراض

کرنا معترض صاحب کی سراسر حیلہ سازی و حق پوشی ہے کیونکہ اول تو کوئی رائی ایسا دعوے نہیں کرسکتی۔ بلکہ ایک حاذق طبیب بھی ایسا دعوے ہرگز نہیں کرسکتا کہ اس امر میں میری رائے قطعی اور یقینی ہے جس میں تخلف کا امکان نہیں صرف ایک اٹکل ہوتی ہے کہ جو بارہا خطا جاتی ہے علاوہ اس کے یہ پیشگوئی آج کی تاریخ سے دو برس پہلے کئی آریوں اور مسلمانوں و بعض مولویوں و حافظوں کو بھی بتلائی گئی تھی۔ چنانچہ آریوں میں سے ایک شخص ملاوامل نام سخت مخالف اور نیز شرمپت ساکنان قصبہ قادیاں [illegible] ہیں ماسوا اس کے ایک نادان بھی سمجھ سکتا ہے کہ مفہوم پیشگوئی کا اگر بنظر یکجائی دیکھا جاوے تو ایسا بشری طاقتوں سے بالاتر ہے جس کے نشان الٰہی ہونے میں کسی کو شک نہیں رہ سکتا اور اگر شک ہو تو ایسی قسم کی پیشگوئی جو ایسے ہی نشان پر مشتمل ہو پیش کرے اس جگہ آنکھیں کھول کر دیکھ لینا چاہیئے کہ یہ صرف پیشگوئی ہی نہیں بلکہ ایک عظیم الشان آسمانی ہے جس کو خدائے کریم جل شانہ نے ہمارے نبی کریم رؤف و رحیم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت و عظمت ظاہر کرنے کے لئے ظاہر فرمایا ہے اور درحقیقت یہ نشان ایک مردہ کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ اعلیٰ و اولیٰ و اکمل و افضل و اتم ہے کیونکہ مردہ کے زندہ کرنے کی حقیقت یہی ہے کہ جناب الٰہی میں دعا کرکے ایک روح واپس منگوایا جاوے اور ایسا مردہ زندہ کرنا حضرت مسیح اور بعض دیگر انبیاء علیہم السلام کی نسبت بائیبل میں لکھا گیا ہے جس کے ثبوت میں معترضین کو بہت سی کلام ہے اور پھر باوصف ان سب عقلی و نقلی جرح و قدح کے یہ بھی منقول ہے کہ ایسا مردہ صرف چند منٹ کے لئے زندہ رہتا تھا اور پھر دوبارہ اپنے عزیزوں کو دوسرے ماتم میں ڈال کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا جس کے دنیا میں آنے سے نہ دنیا کو کچھ فائدہ پہنچتا تھا نہ خود اس کو آرام ملتا تھا اور نہ اس کے عزیزوں کو کوئی سچی خوشی حاصل ہوتی تھی سو اگر

حضرت مسیح علیہ السلام کی دعا سے بھی کوئی روح دُنیا میں آئی تو درحقیقت اس کا آنا نہ آنا برابر تھا اور بفرض محال اگر ایسی روح کئی سال جسم میں باقی بھی رہتی تب بھی ایک ناقص روح کسی رذیل یا دُنیا پرست کی جو احدٌ من الناس ہے دنیا کو کیا فائدہ پہنچا سکتی تھی مگر اس جگہ بفضلہ تعالیٰ واحسانہ وبرکت حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم خداوند کریم نے اس عاجز کی دُعا قبول کر کے ایسی بابرکت روح بھیجنے کا وعدہ فرمایا جس کی ظاہری و باطنی برکتیں تمام زمین پر پھیلیں گی۔ سو اگرچہ بظاہر یہ نشان احیاء موتے کے برابر معلوم ہوتا ہے مگر غور کرنے سے معلوم ہوگا یہ نشان مُردوں کے زندہ کرنے سے صدہا درجہ بہتر ہے مُردہ کی بھی روح ہی دعا سے واپس آتی ہے اور اس جگہ بھی دعا سے ہی ایک روح ہی منگوائی گئی ہے مگر ان روحوں اور اس روح میں لاکھوں کوسوں کا فرق ہے جو لوگ مُسلمانوں میں چھپے ہوئے مرتد ہیں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ظہور دیکھ کر خوش نہیں ہوتے بلکہ ان کو بڑا رنج پہنچتا ہے کہ ایسا کیوں ہوا؟

اے لوگو میں کیا چیز ہوں اور کیا حقیقت۔ جو کوئی مجھ پر حملہ کرتا ہے وہ درحقیقت میرے پاک متبوع پر جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے حملہ کرنا چاہتا ہے۔ مگر اس کو یاد رکھنا چاہئیے کہ وہ آفتاب پر خاک نہیں ڈال سکتا۔ بلکہ وہی خاک اس کے سر پر اس کی آنکھوں پر اُس کے منہ پر گر کر اس کو ذلیل اور رسوا کرے گی اور ہمارے نبی کریم کی شان وشوکت اُسکی عداوت اور اُس کے بخل سے کم نہیں ہوگی۔ بلکہ زیادہ سے زیادہ خدا تعالےٰ ظاہر کرے گا۔ کیا تم فجر کے قریب آفتاب کو نکلنے سے روک سکتے ہو ایسے ہی تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آفتاب صداقت کو کچھ نقصان نہیں پہنچا سکتے خدا تعالےٰ تمہارے کینوں اور بخلوں کو دُور کرے والسلام علیٰ من اتبع الھدیٰ

الملتمس خاکسار غلام احمد مؤلف براہین احمدیہ از قادیان ضلع گورداسپور ۲۳ مارچ ۱۸۸۶ء روز دوشنبہ

اس اشتہار پر بھی اعتراضات ہوئے تو مرزا صاحب نے ان کے جواب میں ایک
اور اشتہار دیا جو درج ذیل ہے :-

اشتہار صداقت آثار

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلّی علیٰ رسولہ الکریم

واضح ہو کہ اس خاکسار کے اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء پر بعض صاحبوں نے
جیسے منشی اندرمن صاحب مرادآبادی نے یہ نکتہ چینی کی ہے کہ نو برس کی حد جو
پسر موعود کے لئے لکھی گئی ہے یہ بڑی گنجائش کی جگہ ہے ایسی لمبی میعاد تک
تو کوئی نہ کوئی لڑکا پیدا ہو سکتا ہے سو اول تو اس کے جواب میں یہ واضح ہو
کہ جن صفات خاصہ کے ساتھ لڑکے کی بشارت دی گئی ہے کسی لمبی میعاد سے گو
نو برس سے بھی دو چند ہوتی اس کی عظمت اور شان میں کچھ فرق نہیں آ سکتا بلکہ صریح
دلی انصاف ہر یک انسان کا شہادت دیتا ہے کہ ایسے عالی درجہ کی خبر جو ایسے نامی
اور اخص آدمی کے تولد پر مشتمل ہے۔ انسانی طاقتوں سے بالاتر ہے اور دعا
کی قبولیت ہو کر ایسی خبر کا ملنا بیشک یہ بڑا بھاری آسمانی نشان ہے، نہ یہ کہ
صرف پیشگوئی ہے ماسوا اس کے اب بعد اشاعت اشتہار مندرجہ بالا دوبارہ اس
امر کے انکشاف کے لئے جناب الٰہی میں توجہ کی گئی تو آج آٹھ اپریل ۱۸۸۶ء میں
اللہ جلشانہٗ کی طرف سے اس عاجز پر اس قدر کھل گیا کہ ایک لڑکا بہت ہی قریب
ہونے والا ہے جو مدت حمل سے تجاوز نہیں کر سکتا اس سے ظاہر ہے کہ غالباً
ایک لڑکا ابھی ہونے والا ہے یا بالضرور اس کے قریب حمل میں لیکن یہ ظاہر نہیں
کیا گیا کہ جو اب پیدا ہوگا یہ وہی لڑکا ہے یا وہ کسی اور وقت میں نو برس کے عرصہ
میں پیدا ہوگا اور پھر بعد اس کے یہ بھی الہام ہوا کہ انہوں نے کہا کہ آنے والا یہی ہے
یا ہم دوسرے کی راہ تکیں چونکہ یہ عاجز ایک بندہ ضعیف مولیٰ کریم جلشانہٗ کا

ہے اس لئے اوسی قدر ظاہر کرتا ہے جو منجانب اللہ ظاہر کیا گیا آئندہ جو اس سے زیادہ منکشف ہوگا وہ بھی شائع کیا جاوے گا والسلام علی من اتبع الہدیٰ المشتہر: خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور ۱۸ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء مطابق دوم رجب سنہ ۱۳۰۳ھ

آخر کار مرزا صاحب کے گھر لڑکا پیدا ہو گیا تو مرزا صاحب نے مخالفوں کا منہ بند کرنے کو اشتہار دیا جو درج ذیل ہے۔

خوشخبری

اے ناظرین میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کے لئے میں نے اشتہار ۸ اپریل سنہ ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اور خدا تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا آج ۱۶ ذیقعدہ سنہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست سنہ ۱۸۸۷ء میں بارہ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہو گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

آپ دیکھنا چاہیے کہ یہ کس قدر بزرگ پیشگوئی ہے جو ظہور میں آئی آریہ لوگ بات بات میں یہ سوال کرتے ہیں کہ ہم وہ پیشگوئی منظور کریں گے جس کا وقت بتلایا جاوے سو اب یہ پیشگوئی انہیں منظور کرنی پڑی کیونکہ اس پیشگوئی کا مطلب یہ ہے کہ حمل دوم بالکل خالی نہیں جائیگا ضرور لڑکا پیدا ہوگا اور وہ حمل بھی کچھ دور نہیں۔ بلکہ قریب ہے یہ مطلب اگرچہ اصل الہام میں مجمل تھا لیکن میں نے اسی اشتہار میں لڑکا پیدا ہونے سے ایک برس چار مہینہ پہلے روح القدس سے قوت پا کر مفصل طور پر مضمون مذکورہ بالا لکھ دیا یعنی یہ کہ اگر لڑکا اس حمل میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں ضرور ہوگا۔ آریوں نے حجت کی تھی کہ یہ فقرہ الہامی کہ جو ایک مدت حمل سے تجاوز نہیں کرے گا حمل موجودہ سے خاص تھا نہیں سے

لڑکی ہوئی میں نے ہر ایک مجلس اور ہر ایک تحریر و تقریر میں انہیں جواب دیا کہ یہ حجت تمہاری فضول ہے کیونکہ کسی الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے اور ملہم کے بیان کردہ معنوں پر کسی اور کی تشریح اور تفسیر ہرگز فوقیت نہیں رکھتی کیونکہ ملہم اپنے الہام سے اندرونی واقفیت رکھتا ہے اور خدا تعالیٰ سے خاص طاقت پاکر اس کے معنے کرتا ہے پس جس حالت میں لڑکی پیدا ہونے سے کئی دن پہلے عام طور پر کئی سو اشتہار چھپوا کر میں نے شائع کر دیئے اور بڑے بڑے آریوں کی خدمت میں بھی بھیجے تو الہامی عبارت کے وہ معنے قبول کرنا جو خود ایک خفی الہام نے میرے پر ظاہر کئے اور پیش از ظہور مخالفین تک پہنچا دیئے گئے کیا ہٹ دھرمی ہے یا نہیں کیا ملہم کا اپنے الہام کے معانی بیان کرنا یا مصنف کا اپنی تصنیف کے کسی عقیدہ کو ظاہر کرنا تمام دوسرے لوگوں کے بیانات سے عند العقل زیادہ معتبر نہیں ہے بلکہ خود سوچ لینا چاہیئے کہ مصنف جو کچھ پیش از وقوع کوئی امر غیب بیان کرتا ہے اور صاف طور پر ایک بات کی نسبت دعویٰ کر لیتا ہے تو وہ اپنے اس الہام اور اس تشریح کا آپ ذمہ وار ہو جاتا ہے اور اسکی باتوں میں دخل بے جا دینا ایسا ہے جیسے کوئی کسی مصنف کو کہے کہ تیری تصنیف کے یہ معنی نہیں بلکہ یہ ہیں جو میں نے سوچے ہیں اب ہم اصل اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء ناظرین کے ملاحظہ کے لئے ذیل میں لکھتے ہیں تاکہ ان کو اطلاع ہو کہ ہم نے پیش از وقوع اپنی پیشگوئی کی نسبت کیا دعویٰ کیا تھا اور پھر وہ کیسا اپنے وقت پر پورا ہوا۔ المشتہر خاکسار غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور۔"

(۷۔ اگست ۱۸۸۷ء)

اس اشتہار نے تمام نزاعوں کا فیصلہ کر دیا اور مرزا صاحب کے لئے آئندہ کو نشانات کا دروازہ کھول دیا۔ کیونکہ موعود لڑکے کے اوصاف تو یہ تھے کہ ۔۔۔

وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا اور دل کا حلیم اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائیگا۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند مظہر الاول و الآخر مظہر الحق و العلاء

کان اللّٰہ نزل من السماء (گویا خدا اوپر سے اُتر آیا) وغیرہ دیکھو ص۱۱ کتاب ہذا

مگر تقدیر خدا غالب ہے وہ بچہ جس کو اس پیشگوئی کے مطابق موعود فرمایا تھا ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو سولہ مہینے عمر پا کر مرزا صاحب اور ان کے ہواخواہوں کو ہمیشہ کے لئے داغ مفارقت دے گیا جس کا لازمی نتیجہ مخالفوں کی شورش ہوا چنانچہ چاروں طرف سے مخالف ٹوٹ پڑے مگر مرزا صاحب کچھ ایسے کمزور دل گردے کے نہیں تھے جو مخالفوں کی شورش سے دب جاتے آپ نے بڑے حوصلہ اور بڑی متانت سے اشتہار دیا جو درج ذیل ہے :-

حقانی تقریر بر واقعہ وفات بشیر

واضح ہو کہ اس عاجز کے لڑکے بشیر احمد کی وفات سے جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء روز یکشنبہ میں پیدا ہوا تھا اور ۴ نومبر ۱۸۸۸ء کو اسی روز یکشنبہ میں ہی اپنی عمر کے سولہویں مہینے میں بوقت نماز صبح اپنے معبود حقیقی کی طرف واپس بلایا گیا عجیب طور کا شور وغوغا خام خیال لوگوں میں اٹھا اور رنگا رنگ کی باتیں خویشوں وغیرہ نے کیں اور طرح طرح کی نافہمی اور کج دلی کی رائیں ظاہر کی گئیں مخالفین مذہب جن کا شیوہ بات بات میں خیانت و افترا ہے انہوں نے اس بچے کی وفات پر انواع اقسام کی افترا گھڑنی شروع کی سو ہر چند ابتدا میں ہمارا ارادہ نہ تھا کہ اس پسر معصوم کی وفات پر کوئی اشتہار یا تقریر شائع کریں اور نہ شائع کرنے کی ضرورت تھی کیونکہ کوئی ایسا امر درمیان نہ تھا کہ کسی فہیم آدمی کی ٹھوکر کھانے کا موجب ہو سکے لیکن جب یہ شور وغوغا انتہا کو پہنچ گیا اور کچے اور ابلہ مزاج مسلمانوں کے دلوں پر بھی اس کا مضر اثر پڑتا ہوا نظر آیا تو ہمنے محض للہ یہ تقریر شائع کرنا مناسب سمجھا۔

اب ناظرین پر منکشف ہو کہ بعض مخالفین پسر متوفی کی وفات کا ذکر کرکے

اپنے اشتہارات و اخبارات میں طنز سے لکھتے ہیں کہ یہ وہی بچہ ہے جسکی نسبت اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء اور ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء اور ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں یہ ظاہر کیا گیا تھا کہ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا اور قومیں اس سے برکت پائینگی بعضوں نے اپنی طرف سے افترا کرکے یہ بھی اپنے اشتہار میں لکھا کہ اس بچہ کی نسبت یہ الہام بھی ظاہر کیا گیا تھا کہ یہ بادشاہوں کی بیٹیاں بیاہنے والا ہوگا۔ لیکن ناظرین پر منکشف ہو کہ جن لوگوں نے یہ نکتہ چینی کی ہے انہوں نے بڑا دہوکا کھایا ہے یا دہوکا دینا چاہا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ماہ اگست ۱۸۸۷ء تک جو پسر متوفی کی پیدائش کا مہینہ ہے جس قدر اس عاجز کی طرف سے اشتہار چھپے ہیں۔ جن کا لیکھرام پشاوری نے وجہ ثبوت کے طور پر اپنے اشتہار میں حوالہ دیا ہے ان میں سے کوئی شخص ایک ایسا حرف بھی پیش نہیں کرسکتا جس میں یہ دعوے کیا گیا ہو کہ مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا تھا جو فوت ہوگیا۔ بلکہ ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء کا اشتہار اور نیز ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کا اشتہار کہ جو ۸ اپریل ۱۸۸۶ء کی بنا پر اور اس کے حوالہ سے بروز تولد بشیر شائع کیا گیا تھا صاف تبلا رہا ہے کہ ہنوز الہامی طور پر یہ تصفیہ نہیں ہوا کہ آیا لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا کوئی اور ہے۔ تعجب کہ لیکھرام پشاوری نے جوش تعصب میں آکر اپنے اس اشتہار میں جو اس کی جبلی خصلت بدگوئی و بدزبانی سے بھرا ہوا ہے اشتہارات مذکورہ کے حوالہ سے اعتراض تو کردیا۔ مگر ذرا آنکھیں کھول کر ان تینوں اشتہار دل کو پڑھ نہ لیا تاکہ جلد بازی کی ندامت سے بچ جاتا۔ نہایت افسوس ہے کہ ایسے دروغ باف لوگوں کو آریوں کے وہ پنڈت کیوں دروغگوئی سے منع نہیں کرتے جو بازاروں میں کھڑے ہوکر اپنا اصول یہ تبلاتے ہیں کہ جھوٹ کو چھوڑنا اور تیاگنا اور سچ کو ماننا اور قبول کرنا آریوں کا دہرم ہے پس عجیب بات یہ ہے کہ یہ دہرم قول کے ذریعہ سے تو ہمیشہ ظاہر کیا جاتا ہے مگر فعل کے وقت ایک مرتبہ بھی کام میں نہیں آتا۔ افسوس ہزار افسوس۔ اب خلاصہ کلام یہ کہ ہر دو اشتہار ۸ اپریل ۱۸۸۶ء

اور ۷ اگست ۱۸۸۷ء مذکورہ بالا اس ذکر و حکایت سے بالکل خاموش ہیں کہ لڑکا
پیدا ہونیوالا کیسا اور کن صفات کا ہے بلکہ یہ دونوں اشتہار صاف شہادت دیتے ہیں کہ
ہنوز یہ امر الہام کی رو سے غیر منفصل اور غیر مصرح ہے ہاں یہ تعریفیں جو اوپر گزر چکی
ہیں ایک آنیوالے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص و تعیین کے اشتہار ۲۰
فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئی ہیں لیکن اس اشتہار میں تو کسی جگہ
نہیں لکھا کہ جو ۷ اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہوگا وہی مصداق ان تعریفوں کا
ہے بلکہ اس اشتہار میں اس لڑکے کے پیدا ہونے کی کوئی تاریخ مندرج نہیں کہ کب
اور کس وقت ہوگا پس ایسا خیال کرنا کہ ان اشتہارات میں مصداق ان
تعریفوں کا اسی پیشگوئی کو ٹھیرایا گیا تھا سراسر ہٹ دھرمی اور بے ایمانی ہے
یہ سب اشتہارات ہمارے پاس موجود ہیں اور اکثر ناظرین کے پاس بھی موجود
ہونگے مناسب ہے کہ ان کو غور سے پڑھیں اور پھر آپ ہی انصاف کریں جب یہ
لڑکا جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہوا تھا تو اس کی پیدائش کے بعد صدہا خطوط اطراف
مختلفہ سے بدیں استفسار پہنچے تھے کہ کیا یہ وہی مصلح موعود ہے جس کے ذریعہ
لوگ ہدایت پائینگے تو سب کی طرف یہی جواب لکھا گیا تھا کہ اس بارے میں
صفائی سے اب تک کوئی الہام نہیں ہوا ہاں اجتہادی طور پر گمان کیا جاتا
تھا کہ کیا تعجب کہ مصلح موعود یہی لڑکا ہو اور اس کی وجہ یہ تھی کہ اس پیشگوئی کی
بہت سی ذاتی بزرگیاں الہامات میں بیان کی گئی تھیں جو اس پاکیزگی روح اور
بلندی فطرت اور علو استعداد اور روشن جوہری اور سعادت جبلی کے متعلق تھیں
اور اسکی کاملیت استعدادی سے علاقہ رکھتی تھیں سو چونکہ وہ استعدادی بزرگیاں
ایسی نہیں تھیں جن کے لئے بڑی عمر پانا ضروری ہوتا اسی باعث سے یقینی طور پر
کسی الہام کی بنا پر اس رائے کو ظاہر نہیں کیا گیا تھا کہ ضرور یہ لڑکا پختہ عمر تک
پہنچیگا۔ اور اسی خیال اور انتظار میں سراج منیر کے چھاپنے میں توقف کیگئی
تھی تا جب اچھی طرح الہامی طور پر لڑکے کی حقیقت کھل جاوے تب اسکا مفصل و مبسوط

حال لکھا جائے سو تعجب اور نہایت تعجب کہ جس حالت میں ہم اب تک پسر موعود کی نسبت الہامی طور پر کوئی رائے قطعی ظاہر کرنے سے بکلی خاموش اور ساکت ہیں اور ایک ذرا سا الہام بھی اس بارے میں شائع نہ کیا تو پھر ہمارے مخالفوں کے کانوں میں کس نے پھونک مار دی کہ ایسا اشتہار ہم نے شائع کر دیا ہے

(الراقم خاکسار غلام احمد قادیانی یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

یہ اشتہار معمولی اشتہار نہیں بلکہ ایک کتابچہ ہے جو ۲۰×۲۶ کے ۴ صفحوں پر ختم ہے۔ مضمون سارا اسی قدر ہے جو اوپر نقل ہوا۔

ہاں اس اشتہار کے آخیر کے چند فقرے قابل دید و شنید ہیں جو مرزا صاحب کی طرز زندگی کا اظہار کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

"بالآخر یہ بھی اس جگہ ظاہر ہے کہ ہمارا اپنے کام کے لئے تمام و کمال بھروسہ اپنے مولا کریم پر ہے اس بات سے کچھ غرض نہیں کہ لوگ ہم سے اتفاق رکھتے ہیں یا نفاق اور ہمارے دعوے کو قبول کرتے ہیں یا رد اور ہمیں تحسین کرتے ہیں یا نفرین بلکہ ہم سب سے اعراض کر کے اور غیر اللہ کو مردہ کی طرح سمجھ کے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں گو بعض ہم سے اور ہماری ہی قوم میں سے ایسے بھی ہیں کہ وہ ہمارے اس طریق کو نظر تحقیر سے دیکھتے ہیں مگر ہم ان کو معذور رکھتے ہیں اور جانتے ہیں کہ جو ہم پر ظاہر کیا گیا ہے وہ ان پر نہیں اور جو ہمیں پیاس لگا دی گئی ہے وہ انہیں نہیں کل یعمل علی شاکلتہ"

ان فقرات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مرزا صاحب اپنی کارروائی ہمیشہ متوکلانہ اور عاشقانہ دکھایا کرتے تھے۔ چنانچہ جب علماء نے آپ کو دوستانہ نصیحت کی کہ اس قسم کے مکاشفات ظاہر نہ کیا کریں جن سے مخالفین کو ہنسی کا موقع ملے تو آپ نے اسی اشتہار میں ان کو بھی آڑے ہاتھوں لیا چنانچہ فرماتے ہیں:

"اس محل میں یہ بھی لکھنا مناسب سمجھتا ہوں کہ مجھے بعض اہل علم احباب کی ناصحانہ تحریروں سے معلوم ہوا ہے کہ وہ بھی اس عاجز کی یہ کارروائی پسند نہیں

کرتے کہ برکات روحانیہ و آیات سماویہ کے سلسلہ کو جو بذریعہ قبولیت ادعیہ والہامات
و مکاشفات تکمیل پذیر ہوتا ہے لوگوں پر ظاہر کیا جائے بعض کی ان میں سے اس بارہ میں
یہ بحث ہے کہ یہ باتیں ظنی و شکی ہیں اور ان کے ضرر کی امید ان کے فائدہ سے زیادہ
تر ہے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حقیقت میں یہ تمام بنی آدم میں مشترک و متساوی ہیں
شاید کسی قدر ادنیٰ کم و بیشی ہو بلکہ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قریباً یکساں
ہی ہیں ان کا یہ بھی بیان ہے کہ ان امور میں مذہب اور اتقا اور تعلق باللہ کو کچھ
دخل نہیں بلکہ یہ فطرتی خواص ہیں جو انسان کی فطرت کو لگے ہوئے ہیں اور
ہر ایک بشر سے مومن ہو یا کافر صالح ہو یا فاسق۔ کچھ تھوڑی سی کمی بیشی کیساتھ
صادر ہوتے رہتے ہیں یہ تو ان کی قیل و قال ہے جس سے ان کی موٹی سمجھ اور
سطحی خیالات اور مبلغ علم کا اندازہ ہو سکتا ہے مگر فراست صحیحہ سے یہ بھی
معلوم ہوتا ہے کہ غفلت اور حب دنیا کا کیڑا ان کی ایمانی فراست کو بالکل
کھا گیا ہے ان میں سے بعض ایسے ہیں کہ جیسے مجذوم کا جذام انتہا کے درجہ تک
پہنچ کر سقوط اعضاء تک نوبت پہنچاتا ہے اور ہاتھوں پیروں کا گلنا سڑنا
شروع ہو جاتا ہے ایسا ہی ان کے روحانی اعضا جو روحانی قوتوں سے مراد
ہیں بباعث غلو محبت دنیا کے گلنے سڑنے شروع ہو گئے ہیں اور ان کا شیوہ
فقط ہنسی اور ٹھٹھا بدظنی اور بدگمانی ہے دینی معارف اور حقائق پر غور کرنے سے
بکلی آزادی ہے بلکہ یہ لوگ حقیقت اور معرفت سے کچھ سروکار نہیں رکھتے اور کبھی آنکھ
اٹھا کر نہیں دیکھتے کہ ہم دنیا میں کیوں آئے اور ہمارا اعلیٰ کمال کیا ہے بلکہ جیفہ دنیا
میں دن رات غرق ہو رہے ہیں ان میں یہ حس ہی باقی نہیں رہی کہ اپنی حالت
کو ٹٹولیں کہ وہ کیسی سچائی کے طریق سے گری ہوئی ہے اور بڑی بدقسمتی ان کی
یہ ہے کہ یہ لوگ اپنی اس نہایت خطرناک بیماری کو پوری پوری صحت خیال
کرتے ہیں اور جو حقیقی صحت و تندرستی ہے اس کو بنظر توہین و استخفاف دیکھتے
ہیں اور کمالات ولایت اور قرب الٰہی کی عظمت بالکل ان کے دلوں پر سے

اُڑ گئی ہے اور نومیدی اور حرمان کی سی صورت پیدا ہو گئی ہے بلکہ اگر یہی حالت رہی تو اُن کا نبوت پر ایمان قائم رہنا بھی کچھ معرض خطر میں ہی نظر آتا ہے۔"

علمائے اسلام کی مشفقانہ نصیحت اور مرزا صاحب کا تلخ جواب سُنکر ایک عاشق کے تلخ جواب کی قدر معلوم ہو گئی جو اپنے ناصحوں کو کہتا ہے :-

ناصحا! اتنا تو دل میں تو سمجھ اپنے کہ ہم
لاکھ ناداں ہیں کیا تجھ سے بھی ناداں ہونگے

ہم اقرار کر آئے ہیں کہ تاریخ مرزا بحیثیت مورخانہ لکھیں گے مناظرانہ نہیں۔ اس لئے ہم نے سب واقعات ناظرین کے سامنے رکھدیئے ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ :-

مرزا صاحب نے کئی ایک اشتہاروں میں تولد فرزند ارجمند کا الہام شائع کیا یہاں تک کہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کو بچہ پیدا ہوا۔ جس کا نام "بشیر" رکھا اور اس کو فرزند موعود قرار دے کر اشتہار دیا اور اسی اشتہار میں لکھا کہ :-

"الہام کے وہ معنے ٹھیک ہوتے ہیں کہ ملہم آپ بیان کرے"

اس کے بعد وہ بشیر موعود فوت ہو گیا تو مولوی سعد اللہ مرحوم لودہانوی کو یہ کہنے کا موقع ملا :-

بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
ترا اعزاز اور اکرام مرزا
کیا تھا اُسنے تجھ کو زندہ درگور
دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا

باب اول ختم شد

تاریخ مرزا

باب دوم

براہین احمدیہ کے بعد

ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ مرزا صاحب کی مشہور کتاب براہین احمدیہ کی تصنیف تک گو بعض علماء بد گمان تھے مگر جمہور علمائے اسلام آپ کی نسبت حسن ظن اور محبت رکھتے لیکن براہین کے زمانہ کے بعد آپ نے جو رنگ اختیار کی اُس سے علیحدہ ہو گئے اس لئے اس کی تہ کو معلوم کرنا ضروری ہے کہ وہ کون سا مرکزی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے علمائے اسلام مرزا صاحب سے بالکل متنفر ہو گئے۔

یوں تو بعد میں بہت سے مسائل پیدا ہو گئے جن کی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں لیکن مرکزی مسئلہ جس کو اصل الاصول کہا جائے ایک ہی تھا اور اب بھی وہی ایک ہی ہے اس مسئلہ کی حقیقت اور اصلیت خود مرزا صاحب کی کتاب براہین احمدیہ سے دکھاتے ہیں تاکہ ہمارے ناظرین کو علماء کی مخالفت کی نسبت بھی صحیح رائے قائم کرنے کا موقع مل سکے۔

براہین احمدیہ میں وہ مرکزی مسئلہ یوں مرقوم ہے۔

"ھُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ"

یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام

دوبارہ اس دنیا میں تشریف لاویں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائیگا۔" (براہین احمدیہ جلد چہارم صفحہ ۴۹۸)

اس عبارت سے تین امر مفہوم ہیں ایک حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی زندگی دوم انہی کا دوبارہ تشریف لانا۔ سوم تمام دنیا میں اسلام کا پھیل جانا یہ ہیں براہین احمدیہ تک مرزا صاحب کے خیالات۔ اس کے بعد مرزا صاحب نے ۱۳۰۸ھ ہجری مطابق ۱۸۹۱ء میں رسالہ "فتح اسلام"۔ "توضیح مرام" اور "ازالہ اوہام" شائع کئے جن میں اس خیال کی تبدیلی یوں کی کہ مسیح موعود جن کی بابت براہین کی مذکورہ عبارت میں لکھا تھا کہ اطراف واقطاع دنیا میں اسلام پھیلادیں گے اُن کے منصب کا دعوے خود اختیار کر لیا یعنے فرمایا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے وہ تو نہیں آویں گے بلکہ اُن جیسا کوئی آوے گا اور وہ میں ہوں۔ اس کا ذکر اور ثبوت ان تینوں رسالوں میں دینے کی کوشش کی ہے "چنانچہ ازالہ اوہام" میں بہت لمبی تقریر کے بعد آپنے لکھا ہے۔

"سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانہ میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا جو اسکی روحانی پیدائش کا موجب ٹھیرتا۔ تب خدا تعالےٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اس اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا کیونکہ اُس نے مخلوق میں اپنی روحانی والدہ کا تو منہ دیکھا جس کے ذریعہ سے اُس نے قالب اسلام کا پایا لیکن حقیقت اسلام کی اس کو بغیر انسانوں کے ذریعہ کے حاصل ہوئی تب وہ وجود روحانی پاکر خدا تعالیٰ کی طرف اٹھایا گیا کیونکہ خدا تعالےٰ نے اپنے ماسوا سے اس کو موت دے کر اپنی طرف اٹھا لیا اور پھر ایمان اور عرفان کے ذخیرہ کے ساتھ خلق اللہ کی طرف نازل کیا سو وہ ایمان اور عرفان کا ثریا سے دنیا میں تحفہ لایا اور زمین جو سنسان پڑی تھی اور تاریک تھی اُس کے روشن اور آباد کرنیکے فکر میں لگ گیا پس مثالی صورت کے طور پر یہی عیسےٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا

کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلہ میں یہ داخل ہے پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔" (ازالہ اوہام صفحہ ۶۵۸)

مطلب اس عبارت کا یہ ہے کہ مسیح ابن مریم کے لئے جو حدیثوں میں پیشگوئی آئی ہے اس سے مراد میں ہوں کیونکہ ابن مریم کے یہ معنے ہیں کہ جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام بغیر وسیلہ باپ کے پیدا ہوئے تھے وہ مسیح موعود بغیر کسی شیخ طریقت کی راہ نمائی کے کمال کو پہونچیگا۔ چنانچہ میں ایسا ہی (بلے پیر کے) کمال کو پہنچا ہوں اس دعوے پر علمائے کرام کے ساتھ لفظی مباحثات ہوتے رہے لیکن مرزا صاحب چونکہ روحانیت کے مدعی تھے اس لئے انہوں نے اپنی روحانیت کا ثبوت یوں دینا چاہا کہ واقعات آئندہ کی بابت پیشگوئیاں کیں جن کی بابت لکھا کہ اگر یہ پیشگوئیاں صحیح نہوں تو میں جھوٹا۔ چنانچہ اسی کتاب "ازالہ اوہام" میں ایک پیشگوئی یوں فرمائی:-

"خدا تعالے نے پیشگوئی کے طور پر اس عاجز پر ظاہر فرمایا کہ مرزا احمد بیگ ولد مرزا گاماں بیگ ہوشیارپوری کی دختر کلاں انجام کار تمہارے نکاح میں آئے گی اور وہ لوگ بہت عداوت کرینگے اور بہت مانع آویں گے۔ اور کوشش کریں گے کہ ایسا نہو لیکن آخر کار ایسا ہی ہوگا اور فرمایا کہ خدا تعالے ہر طرح سے اس کو تمہاری طرف لائے گا باکرہ ہونے کی حالت میں یا بیوہ کرکے اور ہر یک روک کو درمیان سے اٹھا دے گا اور اس کام کو ضرور پورا کرے گا کوئی نہیں جو اس کو روک سکے۔" (ازالہ صفحہ ۳۹۶)

(اس پیشگوئی کے متعلق مزید معلومات آگے آویں گے)

مرزا صاحب کے دعوے مسیحیت پر سب سے اول مخالف مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اٹھے جنہوں نے مرزا صاحب کے اقوال کو یکجا کرکے علمائے کرام سے ان کے برخلاف ایک فتوے لیا جو اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں چھاپا

مگر حق یہ ہے۔ کہ بعد اُس فتوے کے مرزا صاحب نے بجائے دبنے کے اپنے خیالات اور مقالات میں جو ترقی کی ان کو دیکھتے ہوئے یہ فتوے جن خیالات پر علما نے دیا تھا وہ کچھ بھی حقیقت نہ رکھتے تھے[1]۔

ماہ مئی جون ۱۸۹۳ء میں مرزا صاحب کا ایک مناظرہ عیسائیوں کے ساتھ امرتسر میں ہوا۔ جس میں مرزا صاحب کے مقابل ڈپٹی عبداللہ آتھم (پادری) تھے پندرہ روز تک مباحثہ ہوتا رہا جس میں پچاس پچاس آدمی فریقین کے بذریعہ ٹکٹ داخل ہوتے تھے مباحثہ الوہیت مسیح پر تھا۔ مرزا صاحب نے ابطال الوہیت مسیح پر بہت سی دلیلیں پیش کیں یہ مباحثہ جنگ مقدس کے نام سے چھپ چکا ہے مگر چونکہ لفظی بحثیں علمائے ظاہری کا حصہ ہیں اور مرزا صاحب ایک روحانی درجہ لیکر آئے تھے اس لئے اپنے ان لفظی دلائل کو خود ہی ناکافی جان کر آخر میں ایک روحانی حربہ سے کام لینا چاہا چنانچہ آخری روز خاتمہ مباحثہ پر آپ کے الفاظ یہ تھے:۔

آج رات جو مجھ پر کھلا وہ یہ ہے کہ جبکہ میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے جناب الٰہی میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کر اور ہم عاجز بندے ہیں تیرے فیصلہ کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے مجھے یہ نشان بشارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بحث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمداً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں مباحثہ کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک مہینہ لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گرایا جاوے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اسکی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آوے گی

---

[1] ان خیالات کے مجموعہ کا رسالہ عقائد مرزا ہماری تصنیف قابل دید ہے۔ قیمت ایک آنہ ۱ علاوہ محصولڈاک

بعض اندھے سوجاکھے کیئے جاوینگے اور بعض لنگڑے چلنے لگیں گے اور بعض بہرے سننے لگیں گے ... میں حیران تھا کہ اس بحث میں کیوں مجھے نیکا اتفاق پڑا معمولی بحثیں تو اور لوگ بھی کرتے ہیں اب یہ حقیقت کھلی کہ اس نشان کیلئے تھا میں اسوقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشنگوئی جھوٹی نکلی یعنے وہ فریق جو خدا تعالےٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بسزائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں مجھکو ذلیل کیا جاوے۔ روسیاہ کیا جاوے میرے گلے میں رسا ڈال دیا جاوے مجھ کو پھانسی دیا جاوے ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہٗ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا ضرور کریگا۔ ضرور کریگا۔ زمین آسمان ٹل جاویں پر اس کی باتیں نہ ٹلینگی" (جنگ مقدس صفحہ ۱۸۸)

اس روحانی حربہ کا مطلب صاف ہے کہ عیسائی مناظر (جو الوہیت مسیح کا قائل ہے) پندرہ ماہ کے عرصہ میں مرکر واصل جہنم ہوگا۔

اس پیشگوئی کے علاوہ ایک پیشگوئی مرزا صاحب کی اور تھی جو پنڈت لیکھرام آریہ مصنف کے حق میں روحانی حربہ تھا۔ جس کے متعلق اصل الفاظ یہ ہیں۔

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی | واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندرمن مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہشمند ہوں تو ان کی قضا و قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جاویں سو اس اشتہار کے بعد اندرمن نے تو اعراض کیا اور کچھ عرصے کے بعد فوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کردو میری طرف سے اجازت ہے سو اس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو اللہ جل شانہٗ کی طرف سے یہ الہام ہوا۔ عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعذاب یعنے صرف ایک بیجان گوسالہ ہے جس کے اندر سے مکروہ آواز

نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخیوں اور بدزبانیوں کے عوض میں سزا اور سرنج اور عذاب مقدر ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا اور اس کے بعد آج ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روز دوشنبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کیلئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنے ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور دیگر فرقوں پر ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالےٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جاوے اور باوجود میرے اس اقرار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے زیادہ اس سے کیا لکھوں"۔

(سراج منیر صفحہ ۱۱)

اس حربہ کا مطلب زیر خط فقرات میں ملاحظہ ہو کہ پنڈت لیکھرام پر خلاف عادت عذاب نازل ہوگا اس وقت تین پیشگویاں (مرزا احمد بیگ کی لڑکی کے نکاح اور ڈپٹی آتھم کی موت اور پنڈت لیکھرام پر خارق عادت عذاب کے متعلق) ملک میں بہت مشہور تھیں بہت سے لوگ ان کے انجام کے منتظر تھے چنانچہ مرزا صاحب نے خود انہیں کی طرف پبلک کو متوجہ کرنے کو اعلان شائع کیا۔ جس کے الفاظ یہ ہیں :۔

بعض عظیم الشان نشان اس عاجز کی طرف سے معرض امتحان میں ہیں جیسا کہ منشی عبد اللہ آتھم صاحب امرتسری کی نسبت پیشگوئی جسکی میعاد ۵ جون ۱۸۹۳ء سے ۱۵ مہینہ دن تک اور پنڈت لیکھرام پشاوری کی موت کی نسبت پیشگوئی جس کی میعاد ۱۸۹۳ء سے چھ سال تک ہے اور پھر مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری کے داماد کی موت کی نسبت پیشگوئی جو پٹی ضلع لاہور کا باشندہ ہے جسکی میعاد آج کی تاریخ سے جو اکیس ستمبر ۱۸۹۳ء ہے قریباً گیارہ مہینے باقی رہ گئے ہیں یہ تمام امور جو انسانی طاقتوں سے بالکل بالاتر ہیں ایک صادق یا کاذب کی شناخت کے لئے کافی ہیں کیونکہ احیا اور امانت دونوں خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہیں اور جب تک کوئی شخص نہایت درجہ کا مقبول نہ ہو خدا تعالیٰ اس کی خاطر سے کسی اُس کے دشمن کو اس کی دعا سے ہلاک نہیں کر سکتا خصوصاً ایسے موقع پر کہ وہ شخص اپنے تئیں منجانب اللہ قرار دیوے اور اپنی اس کرامت کو اپنے صادق ہونے کی دلیل ٹھہرا دے سو پیشگوئیاں کوئی معمولی بات نہیں. کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو بلکہ محض اللہ جلشانہ کے اختیار میں ہیں. سو اگر کوئی طالب حق ہے. تو ان پیشگوئیوں کے وقتوں کا انتظار کرے. یہ تینوں پیشگوئیاں ہندوستان اور پنجاب کی تینوں بڑی قوموں پر حاوی ہیں. یعنے ایک مسلمانوں سے تعلق رکھتی ہے اور ایک ہندوؤں سے اور ایک عیسائیوں سے اور ان میں سے وہ پیشگوئی جو مسلمان کی قوم سے تعلق رکھتی ہے بہت ہی عظیم الشان ہے کیونکہ اس کے اجزا یہ ہیں (۱) کہ مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری تین سال کے میعاد کے اندر فوت ہو. (۲) اور پھر داماد اسکا جو اس کی دختر کلاں کا شوہر ہے. اڑھائی سال کے اندر فوت ہو (۳) اور پھر یہ کہ مرزا احمد بیگ تا روز شادی دختر کلاں فوت نہ ہو (۴) اور پھر یہ کہ وہ دختر بھی تا نکاح اور تا ایام بیوہ ہونے کے اور نکاح ثانی کے فوت نہ ہو (۵) اور پھر

یہ کہ یہ عاجز بھی ان تمام واقعات کے پورے ہونے تک فوت نہ ہو (۶) اور پھر یہ کہ اس عاجز سے نکاح ہو جاوے اور ظاہر ہے کہ تمام واقعات انسان کے اختیار میں نہیں۔"

(شہادۃ القرآن)

ان تینوں پیشگوئیوں (یا روحانی حربوں) پر مرزا صاحب کو ایسا یقین تھا کہ اردو تصنیفات کے علاوہ عربی کتاب میں بھی آپ نے ان کا بڑی چستی اور دلیری سے ذکر کیا (ملاحظہ ہو رسالہ کرامات الصادقین سرورق صفحہ ۳)۔

اب تو پبلک بالکل ان تینوں روحانی حربوں کی زد پر چشم براہ ہو گئی ناظرین کے استحضار مطلب کے لئے ہم ان تینوں کی انتہائی تاریخ لکھتے ہیں:۔

	انتہائی تاریخ ان ٹل
مرزا سلطان محمد داماد مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری (شوہر منکوحہ کی) موت اسکی موت کے بعد مرزا صاحب کا نکاح۔	۲۱۔ اگست ۱۸۹۴ء
ڈپٹی عبداللہ آتھم (عیسائی مناظر)	" ۵ ستمبر ۱۸۹۴ء
پنڈت لیکھرام آریہ مصنف	" ۲۰ فروری ۱۸۹۹ء

مرزا سلطان محمد تو آج (جون ۱۹۲۳ء) تک بھی زندہ ہے اور مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو انتقال کر گئے۔ ڈپٹی آتھم بجائے ۵ ستمبر ۹۴ء کے ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو فوت ہوئے چنانچہ مرزا صاحب نے ان کے مرنے پر رسالہ "انجام آتھم" لکھا جس کے شروع میں لکھا ہے:۔

"مسٹر عبداللہ آتھم صاحب ۲۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو بمقام فیروزپور فوت ہو گئے ہیں۔"

اس حساب سے ڈپٹی آتھم اپنی مقررہ میعاد پندرہ ماہ سے متجاوز ہو کر ایک سال پونے گیارہ ماہ تک زیادہ زندہ رہے تو مرزا صاحب نے اس کے جواب میں فرمایا۔ گو آتھم پندرہ ماہ میں نہیں مرا لیکن مرا تو سہی اس میں کیا

کیا حرج ہے۔ میعاد کو مت دیکھو یہ دیکھو کہ مرتد گیا چنانچہ آپ کے اصلی الفاظ یہ ہیں :۔

"اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ پندرہ مہینے تک مجذوم ہو جائے اور ناک اور تمام اعضاء گر جاویں تو کیا وہ مجاز ہو گا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی نفس واقعہ پر نظر چاہیئے"۔ (حقیقت الوحی صفحہ ۱۸۵ حاشیہ)

اسی کی تائید میں دوسرے مقام پر لکھا ہے :۔

"ہمارے مخالفوں کو اس میں تو شک نہیں کہ آتھم مر گیا ہے جیسا کہ لیکھرام مر گیا اور جیسا کہ احمد بیگ مر گیا ہے۔ لیکن اپنی نابینائی سے کہتے ہیں کہ آتھم میعاد کے اندر نہیں مرا۔ اے نالائق قوم جو شخص خدا کی وعید کے موافق مر چکا اب اس کی میعاد غیر میعاد کی بحث کرنا کیا حاجت بھلا دکھاؤ کہ اب وہ کہاں اور کس شہر میں بیٹھا ہے"

(سراج منیر صفحہ ۱۲)

غرض اسپر فریقین سے کافی تحریرات شائع ہوتی رہیں مفصل بحث بطریق مناظرہ ہمارے رسالہ "الہامات مرزا" میں مذکور ہے۔

پہلی پیشگوئی متعلقہ موت مرزا سلطان محمد دراصل تمہید تھی اصل پیشگوئی نکاح منکوحہ کے متعلق تھی اس لئے سمات مذکورہ کا نکاح ہو گیا تو بھی مرزا صاحب کو مایوسی نہ تھی بلکہ بڑی مضبوطی اور استقلال سے امید کیا یقین کا اظہار کرتے تھے کہ سمات مذکورہ میرے نکاح میں آوے گی چنانچہ گورداسپور کی ججی میں ایک دیوانی مقدمہ میں مرزا صاحب پر اس کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے جو جواب دیا وہ قادیاں کے اخبار الحکم نے شائع کیا تھا ہم بھی اسے نقل کرتے ہیں :۔

احمد بیگ کی دختر کی نسبت جو پیشگوئی ہے وہ اشتہار میں درج ہے اور ایک مشہور امر ہے وہ مرزا امام الدین کی ہمشیرہ زادی ہے جو خط

بنام مرزا احمد بیگ کلمہ فضل رحمانی میں ہے وہ میرا ہے اور سچ ہے وہ عورت میرے ساتھ بیاہی نہیں گئی مگر میرے ساتھ اس کا بیاہ ضرور ہوگا جیسا کہ پیشگوئی میں درج ہے وہ سلطان محمد سے بیاہی گئی جیسا کہ پیشگوئی میں تھا میں سچ کہتا ہوں کہ اسی عدالت میں جہاں ان باتوں پر جو میری طرف سے نہیں ہیں بلکہ خدا کی طرف سے ہیں ہنسی کی گئی ہے ایک وقت آتا ہے کہ عجیب اثر پڑے گا اور سب کے ندامت میں سر نیچے ہونگے پیشگوئی کے الفاظ سے صاف معلوم ہوتا ہے اور یہی پیشگوئی تھی کہ وہ دوسرے گھر بیاہی جائیگی اس لڑکی کے باپ کے مرنے اور خاوند کے مرنے کی پیشگوئی شرطی تھی اور شرط توبہ اور رجوع الی اللہ کی تھی لڑکی کے باپ نے توبہ نہ کی اس لئے وہ بیاہ کے چند مہینوں کے اندر مر گیا اور پیشگوئی کی دوسری جزو پوری ہو گئی اس کا خوف اس کے خاندان پر پڑا اور خصوصاً شوہر پر پڑا جو پیشگوئی کا ایک جز تھا انہوں نے توبہ کی چنانچہ اس کے رشتہ داروں اور عزیزوں کے خط بھی آئے اس لئے خدا تعالے نے اس کو مہلت دی عورت ابتک زندہ ہے میرے نکاح میں وہ عورت ضرور آئیگی امید کیسی یقین کامل ہے یہ خدا کی باتیں ہیں ٹلتی نہیں ہو کر رہینگی" (اخبار الحکم مورخہ ۱۰۔ اگست ۱۹۰۱ء)

رسالہ انجام آتھم کے صفحہ ۲۲۳ پر اس نکاح کو تقدیر مبرم (قطعی قضا الہی) لکھا ہے لیکن کتاب "حقیقت الوحی" میں لکھا ہے۔

"یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ ایتھا المراۃ توبی توبی فان البلاء علی عقبک پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا"۔ (تتمہ حقیقت الوحی صفحہ ۱۳۲)۔

اس بیان میں نکاح کی بھی امید تھی مگر ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو جب مرزا صاحب انتقال کر گئے تو ساری امیدیں منقطع ہو گئیں۔

نوٹ۔ اس پیشگوئی کے متعلق ہمارا ایک مستقل رسالہ ہے اس کا نام ہے "نکاح مرزا"

تارو… لد

جس میں مناظرانہ رنگ میں اس نکاح کی مفصل بحث ہے۔ قیمت ۳/

تیسری پیشگوئی پنڈت لیکھرام کے متعلق تھی جو بہت ہی مختصر ہے اوس کے الفاظ یہ تھے:۔

"اگر اس شخص (لیکھرام) پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔" (سراج منیر صفحہ ۱۲)

پنڈت لیکھرام کا واقعہ یوں ہوا کہ ایک نوجوان اس کے پاس آکر یوں گویا ہوا کہ میں ہندو سے مسلمان ہو گیا ہوں اب مجھ کو آریہ بنا لیجئے پنڈت مذکور نے اُس سے مانوس ہو کر چند روز تک اس کو اپنے پاس رکھا آخر ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو قریب شام جب پنڈت لیکھرام اور وہ مکان میں لیٹے باتیں کر رہے تھے داؤ بچا کر اُس نے پنڈت مذکور کے پیٹ میں چھری چبھا دی۔ جس سے پنڈت لیکھرام فوراً مر گیا اور وہ چپکا سا چلتا بنا اور آج تک نہ پکڑا گیا۔

اب اس واقعہ پر یہ بحث باقی ہے کہ آیا یہ واقعہ کوئی خارق عادت تھا یا روزمرہ کا معمولی یہ ایک مناظرانہ گفتگو ہے جس کے لئے یہ رسالہ موزون نہیں بلکہ وہی رسالہ "الہامات مرزا" اس کے لائق ہے۔

مولوی عبدالحق غزنوی سے مباہلہ

جن دنوں مرزا صاحب نے ڈپٹی عبداللہ آتھم سے مباحثہ کیا تھا اونہی دنوں میں مولوی عبدالحق غزنوی مقیم امرتسر سے مباہلہ بھی کیا جس کی تفصیل یہ ہے۔

مولوی صوفی عبدالحق غزنوی مرزا صاحب کے مقابلہ میں اشتہارات وغیرہ نکالا کرتے تھے۔ بات بڑھتے بڑھتے مباہلہ تک نوبت پہونچی۔ جس کو آخر کار فریقین نے منظور کیا اس سارے واقعہ کے بتلانے کے لئے یہاں ایک اشتہار نقل کیا جاتا ہے جو ایام مباحثہ عیسائیان امرتسر میں مولوی عبدالحق مرحوم غزنوی نے شائع کیا تھا وہ درج ذیل ہے:۔

اطلاع عام برائے اہل اسلام

از مولوی صدیق ... عبد ... رحیم ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اس میں کچھ شک نہیں کہ میں مرزا کے مباہلہ کا مدت سے پیاسا ہوں اور تین برس سے اس سے یہی درخواست ہے کہ اپنے کفریات پر جو تو نے اپنی کتابوں میں شائع کئے ہیں مجھ سے مباہلہ کر مگر چونکہ خاص کر ان دنوں میں وہ خاص کر پادریوں کے مقابلہ میں اسلام کی طرف لڑتا ہے تو اس موقع پر میں نے اور ہمارے اور بھائی مسلمانوں نے یہ مناسب نہ سمجھا کہ مرزا سے اس موقعہ پر مباہلہ یا مباحثہ یا اور کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ کی جاوے تاکہ وہ پادریوں کے مقابلہ میں کمزور نہ ہو جاوے لہذا ایک یہ خط مستطاب الذکر بتاریخ ۷ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ ارسال کیا کہ ہم کو آپ سے مباہلہ بدل وجان منظور ہے مگر تاریخ تبدیل کر دو۔ وہ خط یہ ہے:۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم۔ مرزا غلام احمد قادیانی۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ چونکہ آپ آجکل اسلام کی طرف سے مخالفین اسلام کے ساتھ مقابلہ کرتے ہو اور اہل اسلام کی مدد میں ہو لہذا اس موقعہ پر کسی مسلمان کو آپ پر حملہ کرنا یا آپ کے ساتھ مقابلہ یا مباہلہ میں پیش آنا نہائت نامناسب اور بہت ہی خلاف مصلحت معلوم ہوتا ہے اور اس امر کی عقل اور عرف اجازت نہیں دیتی کیونکہ اس میں اسلام اور اہل اسلام کی ذلت اور بدنامی ہے لہذا یہ تاریخ مقررہ آپ کی بے موقعہ ہے اس تاریخ کا بدلنا ضروری ہے ہم کو مباہلہ کرنا آپ سے بدل وجان منظور ہے رسالہ موسوم بہ سچائی کا اظہار میں آپ لکھتے ہیں کہ عنقریب ایک جلسہ مباحثہ علمائے لاہور سے ۱۵ جون سنہ ۹۳ء تک ہونے والا ہے اس لئے ضرور ہے کہ مباہلہ اس مباحثہ کے بعد ہو جبکہ آپ اسلام کے مقابلہ پر ہیں نیز آپ کا لیکچر اس موقعہ پر ہمیں بالکل منظور نہیں کیونکہ جب آپ اپنی صفائی ظاہر کرینگے تو ہم بھی آپ کی تردید کرینگے پھر تو مباحثہ ہوا نہ مباہلہ یہ بحثوں کے جھگڑے تو ختم ہونے والے نہیں تھا ہم

مباہلہ میں فقط فریقین یہی دعا کرینگے کہ اللہ تعالےٰ جھوٹے پر لعنت کرے۔ فقط
اس کا جواب بدست حاملان رقعہ ہذا بھیجدیں۔ راقم عبدالحق غزنوی بقلم خود ۲۰ ذالقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ
میرے خط کا جواب جو مرزا نے بھیجا وہ بھی بعینہٖ نقل کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمان الرحیم نحمدہٗ ونصلی۔ از طرف عاجز عبداللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ وایدہ کہ میاں عبدالحق غزنوی کو واضح ہو کہ اب حسب درخواست آپکے جسمیں آپنے قطعی طور پر مجھ کو کافر اور دجال لکھا ہے مباہلہ کی تاریخ مقرر ہوچکی ہے اور میرے امرتسر میں آنے کے لئے دو ہی غرضیں تھیں ایک عیسائیوں سے مباحثہ اور دوسرے آپسے مباہلہ میں بعد استخارہ مسنونہ انہیں دو غرضوں کے لئے مع اپنے قبائل کے آیا ہوں اور جماعت کثیر دوستوں کی جو میرے ساتھ کافر ٹھہرائی گئی ہے ساتھ لایا ہوں اور اشتہارات شائع کرچکا ہوں اور متخلف پر لعنت بھیج چکا ہوں۔ اب جس کا جی چاہے لعنت سے حصہ لے میں تو حسب وعدہ میدان مباہلہ یعنی عید گاہ میں حاضر ہو جاؤنگا خدا تعالےٰ کاذب اور کافر کو ہلاک کرے وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا یہ بھی واضح ہے کہ میں پندرہ جون سنہ ۹۳ء کے مباحثہ میں نہیں جاؤنگا۔ بلکہ میری طرف سے اخویم حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب یا حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب بحث کے لئے جاوینگے ہاں یہ مجھے منظور ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کروں صرف یہ دعا ہوگی۔ کہ میں مسلمان اور اللہ رسول کا متبع ہوں۔ اگر میں اس قول میں جھوٹا ہوں تو اللہ تعالےٰ میرے پر لعنت کرے اور آپ کی طرف سے یہ دعا ہوگی۔ کہ یہ شخص درحقیقت کافر اور کذاب اور دجال اور مفتری ہے اور اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو خدا تعالےٰ میرے پر لعنت کرے اور اگر یہ الفاظ میری دعا کے آپ کی نظر میں ناکافی ہوں جو آپ تقوی کی راہ سے لکھیں کہ دونگا کیونکہ یہ کہا گیا وہی لکھ دونگا مگر اب ہرگز ہرگز تاریخ مباہلہ تبدیل نہیں ہوگی لعنۃ اللہ علی من تخلف منا وما حضر فی ذلک التاریخ والیوم والوقت والسلام

علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

خاکسار غلام احمد از امرتسر (ہفتم ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ)

غرض یہ ہے کہ اب میں بری الذمہ ہو گیا ہوں اور مجھ پر کسی قسم کی ملامت نہیں کیونکہ میں نے تاریخ کا بدلنا تو اس سبب سے چاہا تھا کہ اگرچہ میں اور دیگر مسلمان مرزا کو کیسا ہی گمراہ سمجھیں مگر جب وہ اسلام کی طرف سے لڑتا ہے تو ہم سب کو بجائے بددعا کے دعا و مدد دینی چاہیئے مگر مرزا نے وہ تاریخ یعنی دہم ذیقعدہ نہیں بدلی اب میں بھی اسوقت معینہ پر کہ دہم ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ بوقت دو بجے دن کے اپنا حاضر ہونا مباہلہ کیواسطے مقام مباہلہ میں فرض سمجھتا ہوں اور وہاں جا کر لیکچر یا وعظ یا اظہار صفائی طرفین سے مطلق نہ ہوگا جیسا کہ اس نے اپنے خط میں وعدہ کر لیا ہے کہ مقام مباہلہ میں کوئی وعظ نہ کرونگا"

مقام عیدگاہ میں مباہلہ اس طریق پر بدیں الفاظ ہوگا۔

"میں یعنی عبدالحق ۳ بار آواز بلند کہونگا کہ "یا اللہ میں مرزا کو ضال ۔ مضل ۔ ملحد ۔ دجال کذاب ۔ مفتری ۔ محرف کلام اللہ تعالیٰ و احادیث رسول اللہ صلعم سمجھتا ہوں۔ اگر میں اس بات میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو"

مرزا تین دفعہ بآواز بلند کہے "یا اللہ اگر میں ضال و مضل و ملحد دجال ۔ و کذاب و مفتری و محرف کتاب اللہ و احادیث رسول اللہ صلعم ہوں تو مجھ پر وہ لعنت کر جو کسی کافر پر تو نے آج تک نہ کی ہو"

بعدہ رو بقبلہ ہو کر دیر تک ابتہال اور عاجزی کریں گے کہ یا اللہ جھوٹے کو شرمندہ اور رسوا کر اور سب حاضرین مجلس آمین کہیں گے۔

المشتہر عبدالحق غزنوی از امرتسر پنجاب ۔ مورخہ ۸ ذیقعدہ سنہ ۱۳۱۰ھ مطابق جون ۱۸۹۱ء

اس اشتہار کے مطابق عیدگاہ امرتسر میں دونوں صاحبوں کا مباہلہ ہوا اور دونوں فریق امن وامان سے واپس آ گئے۔

نتیجہ | اس مباہلہ کا یہ ہوا کہ اس سے ایک سال تین ماہ بعد جب ڈپٹی آتھم والی پیشگوئی کی میعاد پوری ہو گئی اور آتھم کی وفات نہ ہوئی اور چاروں طرف سے مرزا صاحب پر پھٹکار

ہوئی تو مولوی عبدالحق غزنوی نے ایک اشتہار دیا جس کا عنوان تھا "اثر مباہلہ عبدالحق غزنوی بر غلام احمد قادیانی" اس اشتہار میں غزنوی مباہل نے مرزا صاحب کی ناکامی اور بدنامی اور رسوائی کو اپنے مباہلہ کا نتیجہ قرار دیا اور سند میں مرزا صاحب کے ایک رسالہ "حجت الاسلام" کا حوالہ دیا جس میں مرزا صاحب نے عیسائیوں کے جواب میں لکھا تھا

"میری سچائی کے لئے یہ ضروری ہے کہ میری طرف سے بعد مباہلہ ایک سال کے اندر ضرور نشان ظاہر ہو اور اگر نشان ظاہر نہ ہو تو پھر میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں ہوں" (صفحہ ۵ مطبوعہ ضیاء الاسلام قادیان)

مرزا صاحب نے اس کے جواب میں کہا کہ یہ غلط ہے کہ میرا نشان ظاہر نہیں ہوا بلکہ میرے کئی ایک نشان ظاہر ہوئے مباہلہ کے بعد میری ترقی ہوئی مریدین زیادہ ہوگئے امداد نقدی زیادہ آئی وغیرہ" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۴۴)

آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب اپنے مباہل کی موجودگی میں ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو فوت ہوگئے اور مولوی عبدالحق غزنوی مرزا صاحب سے کئی سال بعد ۲۳ رجب ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۶ مئی ۱۹۱۷ء کو یعنی پورے ۹ سال بعد فوت ہوئے

مولانا شمس العلماء سید محمد نذیر حسین صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

پہلے لکھا گیا ہے کہ سب سے اول مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے مرزا صاحب کی مخالفت پر کمر باندھی مگر مرزا صاحب نے دیکھا کہ مولوی محمد حسین صاحب گو بڑے نامور علماء کرام میں ہیں لیکن ان سے بھی اوپر جو ہستی ہے اس سے مذاکرہ کرنا چاہئے چنانچہ آپ دہلی تشریف لے گئے اور وہاں جاکر مولانا سید محمد نذیر حسین (المعروف حضرت میاں صاحب) کو جو تمام ہندوستان میں کیا بحیثیت علمی وجاہت اور کیا بلحاظ عمر سب سے بڑے سمجھے جاتے تھے مخاطب کرکے چند اشتہار دیئے جن میں سے ایک درج ذیل ہے۔

اشتہار بمقابلہ مولوی سید نذیر حسین صاحب

سرگروہ اہلحدیثاں

مشتہرہ مرزا صاحب

چونکہ مولوی سید نذیر حسین صاحب جو کہ موحدین کے سرگروہ ہیں اپنی غلطی کو

بوجہ اعتقاد وفات مسیح ابن مریم ملحد قرار دیا ہے اور عوام کو سخت شکوک و شبہات
میں ڈال دینا چاہا ہے اور حق یہ ہے کہ وہ آپ ہی اعتقاد حیات مسیح میں قرآن کریم اور احادیث
نبویہ کو چھوڑ بیٹھے ہیں اوّل اہلحدیث کا دعوےٰ کر کے اپنے بھائیوں حنفیوں[۱] کو
بدعتی قرار دیا اور امام بزرگ حضرت ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر یہ الزام لگایا کہ ان کو
حدیثیں نہیں ملی تھیں اور وہ اکثر احادیث نبویہ سے بے خبر ہی رہے تھے اور اب باوجود
دعوے اتباع قرآن اور حدیث کے حضرت مسیح ابن مریم کی حیات کے قائل ہیں دیکھا
اعجب العجائب اگر کوئی عوام میں سے ایسا کیا اور خلاف قال اللہ و قال الرسول دعوےٰ
کرتا تو کچھ افسوس کی جگہ نہیں تھی لیکن یہی لوگ جو دن رات درس قرآن اور حدیث
جاری رکھتے ہیں اگر ایسا بے اصل دعوے کریں تو ان کی علمیت اور قرآن دانی اور
حدیث دانی پر سخت افسوس آتا ہے یہ بات کسی شخص پر پوشیدہ نہیں رہ سکتی
کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ با واز بلند پکار رہی ہیں کہ فی الواقعہ حضرت مسیح
علیہ السلام وفات پا چکے ہیں مگر جن لوگوں کو عاقبت کا اندیشہ نہیں خدا تعالیٰ کے
کا خوف نہیں وہ تعصب کو مضبوط پکڑ کر قرآن اور حدیث کو پس پشت ڈالتے ہیں
خدا تعالیٰ اس امت پر رحم کرے لوگوں نے کیسے قرآن اور حدیث کو چھوڑ دیا ہے
اور اس عاجز نے اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء میں حضرت مولوی ابو محمد عبد الحق صاحب
کا نام بھی درج کیا تھا مگر بعد الملاقات اور باہم گفتگو کرنے سے معلوم ہوا کہ
مولوی صاحب موصوف ایک گوشہ گزین آدمی ہیں اور ایسے جلسوں سے جن میں عوام
کے نفاق و شقاق کا اندیشہ ہے طبعاً کارہ ہیں اور اپنے کام تفسیر قرآن کریم
میں مشغول ہیں اور شرائط اشتہار کے پورے کرنے سے مجبور ہیں کیونکہ گوشہ
گزین ہیں حکام سے میل ملاقات نہیں رکھتے اور بباعث درویشانہ صفت کے
ایسی ملاقاتوں سے کراہیت بھی رکھتے ہیں لیکن مولوی نذیر حسین صاحب اور ان کے
شاگرد بٹالوی صاحب جواب دہلی میں موجود ہیں ان کا اول ہی اوّل درجہ کا جوش

۱؎ حنفیوں کو پچھاڑنے کی ابتدا تو یہ نکالی مگر کامیابی نہ ہوئی۔ (مصنف)

رکھتے ہیں لہذا اشتہار دیا جاتا ہے کہ اگر حضرت مولوی صاحب موصوف حضرت مسیح ابن مریم کو زندہ سمجھنے میں حق پر ہیں اور قرآن کریم اور احادیث صحیحہ سے اس کی زندگی ثابت کر سکتے ہیں تو میرے ساتھ پابندی شرائط مندرجہ اشتہار ۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء بالاتفاق بحث کر لیں اور اگر انہوں نے بقبول شرائط اشتہار ۱۷ اکتوبر ۱۸۹۱ء بحث کیلئے مستعدی ظاہر نہ کی اور ہیچ اور بے اصل بہانوں سے ٹال دیا تو سمجھا جائیگا کہ انہوں نے مسیح ابن مریم کی وفات کو قبول کر لیا۔ بحث میں امر تنقیح طلب ہوگا کہ آیا قرآن کریم اور احادیث صحیحہ نبویہ سے ثابت ہوتا ہے کہ وہی مسیح ابن مریم جس کو انجیل ملی تھی اب تک آسمان پر زندہ ہے اور آخری زمانے میں آئے گا یا یہ ثابت ہوتا ہے کہ وہ درحقیقت فوت ہو چکا ہے اور اس کے نام پر کوئی دوسرا اسی امت میں سے آئے گا اگر یہ ثابت ہو جائیگا کہ وہی مسیح ابن مریم زندہ بجسدہ العنصری آسمان پر موجود ہے تو یہ عاجز دوسرے دعوے سے خود دست بردار ہو جائیگا ورنہ بحالت ثانی بعد اس اقرار کے لکھانے کے کہ درحقیقت اسی امت میں سے مسیح ابن مریم کے نام پر کوئی اور آنے والا ہے یہ عاجز اپنے مسیح موعود ہونے کا ثبوت دے گا اور اگر اس اشتہار کا جواب ایک ہفتہ تک مولوی صاحب کی طرف سے شائع نہ ہوا تو سمجھا جائے گا کہ انہوں نے گریز کی اور حق کے طالبوں کو محض نصیحتاً کہا جاتا ہے کہ میری کتاب ازالہ اوہام کو خود غور سے دیکھیں اور ان مولوی صاحبوں کی باتوں پر نہ جاویں ساٹھ جزو کی کتاب ہے اور یقیناً سمجھو کہ معارف اور دلائل یقینیہ کا اس میں ایک دریا بہتا ہے صرف ۳ قیمت ہے۔ اور واضح ہو کہ درخواست مولوی سید نذیر حسین صاحب کی کہ مسیح موعود ہونے کا ثبوت دینا چاہیئے اور اس میں بحث ہونی چاہیئے بالکل تحکم اور خلاف طریق انصاف اور حق جوئی ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ مسیح موعود ہونے کا اثبات آسمانی نشانوں کے ذریعہ سے ہوگا اور آسمانی نشانوں کو بجز اس کے کون مان سکتا ہے کہ اول اس شخص کی نسبت جو کوئی آسمانی نشان دکھاوے یہ اطمینان ہو جاوے کہ وہ خلاف قال اللہ و قال الرسول کوئی اعتقاد نہیں رکھتا

ورنہ ایسے شخص کی نسبت جو مخالف قرآن اور حدیث کوئی اعتقاد رکھتا ہے قولاً بیت کا گمان ہرگز نہیں کر سکتے بلکہ وہ دائرہ اسلام سے خارج سمجھا جاتا ہے اور اگر وہ کوئی نشان بھی دکھاوے تو وہ نشان کرامت متصور نہیں ہوتا بلکہ اس کو استدراج کہا جاتا ہے چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب بھی اپنے بلیے اشتہار میں جو لدھیانہ میں چھپوایا تھا۔ اس بات کو تسلیم کر چکے ہیں۔ اس صورت میں صاف ظاہر ہے کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے جس سے یہ ثابت ہو جاوے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں اور وہ امر مسیح ابن مریم کی وفات کا مسئلہ ہے کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر درحقیقت قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونیکے دعوے پر ایک نشان کیا بلکہ لاکھ نشان بھی دکھاوے تب بھی وہ نشان قبول کرنے کے لائق نہیں ہونگے کیونکہ قرآن ان کی مخالف شہادت دیتا ہے غائت کار وہ استدراج سمجھے جاویں گے لہذا سب سے اول بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے جس کا طے ہو جانا ضروری ہے کیونکہ مخالف قرآن و حدیث کے نشانوں کا ماننا مومن کا کام نہیں ہاں ان نادانوں کا کام ہے جو قرآن اور حدیث سے کچھ غرض نہیں رکھتے فاتقوا اللہ ایہا العلماء والسلام علی من اتبع الھدیٰ[1]

المشتہر: مرزا غلام احمد از دہلی بازار بلیماراں۔ کوٹھی نواب لوہارو۔ ۶۔ اکتوبر ۱۸۹۱ء

نتیجہ اس چھیڑ چھاڑ کا نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت میاں صاحب مرحوم (مولانا نذیر حسین صاحب) کے شاگرد جو بڑے بڑے نامور علماء تھے دہلی میں جمع ہو گئے پنجاب سے مولوی محمد حسین صاحب وغیرہ پہنچ بھی چکے تھے بھوپال سے مولوی محمد بشیر صاحب مرحوم بھی پہنچ گئے اور اچھا خاصہ ایک مجمع علماء بن گیا جامع مسجد میں مقابلہ کی ٹھیری مگر مرزا صاحب نے اس میں خیریت اور مصلحت نہ دیکھی اس لئے علیحدہ مکان پر گفتگو ہونی قرار پائی۔ چونکہ مرزا صاحب اپنا اختلافی مسئلہ صرف حیات وفات مسیح کو کہتے تھے اس لئے

یہی مسئلہ زیر بحث آیا مولوی محمد بشیر صاحب حیات مسیح کے مدعی بنے اور آپنے آیت اِنْ مِّنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ سے استدلال کیا یہ مباحثہ رسالہ کی صورت میں انہی دنوں چھپا تھا جس کا نام ہے "الحق الصریح فی اثبات حیواۃ المسیح" اس مباحثہ کی مجمل کیفیت اسی رسالہ میں یوں مرقوم ہے

جناب مولوی محمد بشیر صاحب مناظر خود فرماتے ہیں:

"امابعد یہ کیفیت ہے اُس مناظرہ کی جو میرے اور مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مدعی مسیحیت کے درمیان بمقام دہلی واقع ہوا مرزا صاحب نے دہلی میں آکر دو اشتہار ایک مطبوعہ دوم اکتوبر ۱۸۹۱ء دوسرا مطبوعہ ششم اکتوبر سنہ صدر بمقابلہ جناب مولانا سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی مداللہ ظلہم العالی کے شائع کئے اور طالب مناظرہ ہوئے وہ دونوں اشتہار خاکسار کے بھی دیکھنے میں آئے خاکسار نے محض بنظر نصرت دین و سنت و ازالہ الحاد و بدعت قصد مناظرہ مصمم کر کے جواب اشتہار مرزا صاحب کے پاس بوساطت جناب حاجی محمد احمد صاحب دہلوی کے بھیجا اور اس جواب میں مرزا صاحب کے سب شروط کو تسلیم کر کے صرف شرط ثالث میں قدرے ترمیم چاہی مرزا صاحب نے بھی اس ترمیم کو قبول کیا بعد ترمیم کے یہ تین شرطیں قرار پائیں۔ اوّل یہ کہ امن قائم رہنے کے لئے سرکاری انتظام ہو۔ دوسرے یہ کہ فریقین کی بحث تحریری ہو ہر ایک فریق مجلس بحث میں سوال لکھ کر اور اُس پر اپنے دستخط کر کے پیش کرے اور ایسا ہی فریق ثانی جواب لکھ کر دے تیسرے یہ کہ اول بحث حیات مسیح علیہ السلام میں ہو اگر حیات ثابت ہو جاوے تو مرزا صاحب مسیح موعود ہونے کا دعوٰی خود چھوڑ دیں گے اور اگر وفات ثابت ہو تو مرزا صاحب کا اصل دعوٰے یعنی عدم نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور مرزا صاحب کا مسیح موعود ہونا ثابت نہ ہوگا پھر حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول اور مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے میں بحث کی جاوے گی اور جو شخص طرفین میں سے ترک بحث کریگا اس کا گریز سمجھا جاوے گا جب تصفیہ شروط کا ہو گیا تو جناب حاجی محمد احمد صاحب نے حسب ایما مرزا صاحب

کے خاکسار کو طلب کیا چنانچہ شب شانزدہم ربیع الاول ۱۳۰۹ھ کو میں بھوپال سے روانہ ہو کر روز سہ شنبہ تاریخ شانزدہم ماہ مذکور قریب نواخت چہار ساعت کے دہلی میں داخل ہوا اور مرزا صاحب کو اطلاع اپنے آنے کی دی تو مرزا صاحب نے مختلف رقعوں کے ذریعہ سے شروط میں تبدیل ذیل فرمائی کہ (۱) حیات مسیح علیہ السلام کا ثبوت آپ کو دینا ہوگا۔ (۲) بحث اس عاجز کے مکان پر ہو۔ (۳) جلسہ عام نہیں ہوگا صرف دس آدمی تک جو معزز خاص ہوں آپ ساتھ لا سکتے ہیں مگر شیخ بٹالوی (یعنی مولوی محمد حسین صاحب) اور مولوی عبدالمجید ساتھ نہ ہوں (۴) پرچوں کی تعداد پانچ سے زیادہ نہ ہو اور پہلا پرچہ آپ کا ہو۔ انتہی۔ ان شروط کا قبول کرنا نہ تو خاکسار پر لازم تھا اور نہ میرے احباب کی رائے انکے تسلیم کرنیکی تھی مگر محض اس خیال سے کہ مرزا صاحب کو کوئی حیلہ مناظرہ سے گریز کا نہ ملے یہ سب باتیں منظور کی گئیں بعد اس کے تاریخ نوزدہم ربیع الاول روز جمعہ بعد نماز جمعہ مناظرہ شروع ہوا۔ خاکسار نے اُن کے مکان پر جا کر مجلس بحث میں پانچ ادلہ حیات مسیح کے لکھ کر حاضرین کو سنا دیئے اور دستخط اپنی کر کے مرزا صاحب کو دیدیئے مرزا صاحب نے مجلس بحث میں جواب لکھنے سے عذر کیا ہر چند جناب حاجی محمد احمد صاحب وغیرہ نے ان کو الزام نقض عہد و مخالفت شروط کا دیا مگر مرزا صاحب نے نہ مانا اور یہ کہا کہ میں جواب لکھ رکھونگا آپ لوگ کل دس بجے آئیے ہم لوگ دوسرے روز دس بجے گئے؛

مرزا صاحب مکان کے اندر تھے اطلاع دی گئی تو مرزا صاحب باہر نہ آئے اور کہلا بھیجا کہ ابھی جواب تیار نہیں ہوا جس وقت تیار ہوگا اُس وقت آپکو بلا لیا جاویگا پھر غالباً دو بجے کے بعد ہم لوگوں کو بلا کر جواب سنایا اور یہ کہا کہ اب مجلس بحث میں جواب لکھنے کی ضرورت نہیں ہے آپ مکان پر لے جاویں چنانچہ میں اس تحریر کو مکان پر لے آیا اسیطرح ۵ روز تک سلسلہ مباحثہ جاری رہا چھٹے روز کہ تین پرچے میرے ہو چکے تھے اور تین پرچے مرزا صاحب کے مرزا صاحب نے پہلی ہی بحث کو ناتمام چھوڑ کر مباحثہ قطع کیا اور یہ ظاہر کیا کہ اب مجھے زیادہ قیام کی گنجائش نہیں ہے اور روانگی فرمایا

کہ میرے خسر بیمار ہیں اس وقت ایک مضمون جو پہلے سے نبظر احتیاط لکھ رہا تھا اور وہ متضمن تھا اس امر پر کہ مرزا صاحب کی جانب سے نقض عہد و مخالفت ہوئی مرزا صاحب کی موجودگی میں سب حاضرین جلسہ کو سنا دیا گیا حاضرین جلسہ مرزا صاحب کو الزام دیتے تھے مگر مرزا نے ایک نہ سُنی اسی روز تہیہ سفر کر کے شب کو دہلی سے تشریف لے گئے مرزا صاحب کے یہ افعال اوّل دلیل ہیں اسپر کہ ان کے پاس اصل مسئلہ یعنے ان کے مسیح موعود ہونے کی دلیل نہیں ہے اصل بحث کے لئے دو سدیں انہوں نے بنا رکھی ہیں ایک بحث حیات و وفات مسیح علیہ السلام۔ دوسرے نزول عیسیٰ علیہ السلام جب دیکھا کہ ایک سد جو ان کے زعم میں بڑی راسخ تھی ٹوٹنے کے قریب ہے اس کے بعد دوسری سد کی جو ضعیف ہے۔ نوبت پہونچیگی پھر اصل قلعہ پر حملہ ہوگا وہاں کچھ ہے ہی نہیں تو قلعی کہل جاوے گی اس لئے فرار مناسب سمجھا بعد انقطاع مباحثہ اور چلے جانے مرزا صاحب کے احقر دو روز دہلی میں متوقف رہ کر روز شنبہ کو ڈاک گاڑی میں روانہ بھوپال ہوا (رسالہ الحق الصریح صلہ)

پیر مہر علی شاہ صاحب ایک وقت مرزا صاحب کی توجہ پیر مہر علی شاہ صاحب سجادہ نشین گولڑہ ضلع راولپنڈی کی طرف ہوگئی فریقین نے اس مضمون پر کتابیں لکھیں آخر مرزا صاحب نے بذریعہ اشتہار ان کو للکارا کہ :-

"میرے مقابل سات گھنٹہ زانو بزانو بیٹھ کر چالیس آیات قرآنی کی عربی میں تفسیر لکھیں جو بتقطیع کلاں بیس ورق سے کم نہو پھر جس کی تفسیر عمدہ ہوگی وہ مویّد من اللہ سمجھا جاوے گا لیکن اس مقابلہ کے لئے پیر (مہر علیشاہ صاحب) موصوف کی شمولیت یا ان کی طرف سے چالیس علماء کا پیش کردہ مجمع ضروری ہے اس سے کم ہونگے تو مقابلہ نہ ہوگا" ۲۰ جولائی ۱۹۰۰ء

اس دعوت کے مطابق پیر صاحب گولڑہ بغرض مقابلہ اگست ۱۹۰۰ء کو بمقام لاہور پہونچ گئے لیکن پیر صاحب نے چالیس علماء کی شرط کو فضول سمجھا اور بمقابلہ تفسیر نویسی کے لئے بذات خود پیش ہوئے مگر مرزا صاحب تشریف نہ لائے بلکہ قادیاں سے ایک اشتہار

بھیجہ یا کہ پیر صاحب گولڑہ مقابلہ سے بھاگ گئے

عجیب نظارہ جس روز پیر صاحب گولڑہ لاہور میں آئے بغرض امداد حق اردگرد سے علماء اور غیر علماء بھی وارد لاہور ہوئے تھے مولوی عبدالجبار صاحب غزنوی اور حاجی کسا دیغیرہ بھی شریک تھے قرار پایا تھا کہ جامع مسجد لاہور میں صبح کے وقت جلسہ ہوگا پیر صاحب مع شائقین مسجد موصوف کو جا رہے تھے راستے میں بڑے بڑے موٹے حرفوں میں لکھے ہوئے اشتہار دیواروں پر چسپاں تھے جن کی سرخی یوں تھی:۔

"پیر مہر علی کا فرار"

جو لوگ پیر صاحب کو لاہور میں دیکھ کر یہ اشتہار پڑھتے وہ بزبان حال کہتے:۔

"اینچہ مے بینم بہ بیداری ست یا رب یا بخواب"

۳ سالہ میعادی پیشگوئی

مرزا صاحب نے اپنے مخالفوں کا رخ پھیرنے کو ایک اشتہار دیا جس میں لکھا کہ سن ۱۹۰۰ء سے ۱۹۰۲ء کی ۳ سالہ میعاد میں میرے لئے فیصلہ کن نشان ظاہر نہ ہوا تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں"

اس اشتہار کا عنوان یہ ہے:۔

"اس عاجز غلام احمد قادیانی کی آسمانی گواہی طلب کرنے کے لئے ایک دعا اور حضرت عزت سے اپنی نسبت آسمانی فیصلہ کی درخواست"

مشتہرہ مرزا صاحب

وہ اشتہار درج ذیل ہے خدا تعالے کو مخاطب کر کے لکھا ہے:۔

"مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم ہے کہ مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے پس اگر تو تین

برس کے اندر جو جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جاویں گے میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلاوے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کر دے جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہیں سمجھونگا" اور ان تمام تہمتوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تئیں مصداق سمجھ لونگا جو میرے پر لگائے جاتے ہیں ++ + اگر میں تیری جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری سنہ ۱۹۰۰ء سے آخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء تک میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا اور اپنے بندے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کچلا گیا ہے۔ دیکھ میں تیری جناب میں عاجزانہ ہاتھ اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر اگر میں تیرے حضور میں سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو دسمبر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جاویں گے کوئی ایسا نشان دکھلا جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو + + میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مردود اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں۔ جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے اگر میں تیرا مقبول ہوں تو میرے لئے آسمان سے ان تین برسوں کے اندر گواہی دے تا ملک میں امن اور صلحکاری پھیلے اور تا لوگ یقین کریں کہ تو موجود ہے اور دعاؤں کو سنتا اور ان کی طرف جو تیری طرف جھکتے ہیں جھکتا ہے اب تیری طرف اور تیرے فیصلہ کی طرف ہر روز میری آنکھ رہیگی جب تک آسمان سے تیری نصرت نازل ہو اور میں کسی مخالف کو اس اشتہار میں مخاطب نہیں کرتا اور نہ ان کو کسی مقابلہ کے لیے بلاتا ہوں یہ میری دعا تیری ہی جناب میں ہے کیونکہ تیری نظر سے کوئی صادق یا کاذب غائب نہیں ہے میری روح گواہی دیتی ہے کہ تو صادق کو ضائع نہیں کرتا اور کاذب تیری جناب میں کبھی عزت نہیں پا سکتا اور وہ جو کہتے ہیں کہ کاذب بھی نبیوں کی طرح تحدی کرتے ہیں اور ان کی تائید اور نصرت بھی ایسی ہی ہوتی ہے جیسا کہ راستبازنبیوں کی وہ جھوٹے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نبوت کے سلسلہ کو

مشتبہ کر دیں بلکہ تیرا قہر تلوار کی طرح مفتری پر پڑتا ہے اور تیرے غضب کی بجلی کذاب کو بھسم کر دیتی ہے مگر صادق تیرے حضور میں زندگی اور عزت پاتے ہیں تیری نصرت اور تائید اور تیرا فضل اور رحمت ہمیشہ ہمارے شامل حال رہے آمین ثم آمین۔

المشتھر :- مرزا غلام احمد از قادیان - ۵ نومبر ۱۸۹۹ء

اس اعلان کے مطابق سارا ملک منتظر تھا۔ مگر نتیجہ وہی برآمد ہوا جو اس شعر میں ہے

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال
اب ہے یہ آرزو کہ کبھی آرزو نہ ہو

دعویٰ نبوت

ہم پہلے لکھ آئے ہیں کہ مرزا صاحب کے مخالف ابتدا ہی سے بدگمان تھے کہ آپ نبوت کے مدعی ہونگے چنانچہ وہی ہوا کہ مرزا صاحب نے دبی زبان سے دعوٰے نبوت کیا آپ کے مریدوں پر مخالفین نے اعتراضات کرنے شروع کیے اور وہ اپنی پہلی اسلامی تعلیم کے اثر سے انکار کرنے لگے تو مرزا صاحب نے ایک اشتہار دیا جس کا نام ہے "ایک غلطی کا ازالہ جو درج ذیل ہے :۔

اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مرزا صاحب

ہماری جماعت میں سے بعض صاحب جو ہمارے دعوے اور دلائل سے کم واقفیت رکھتے ہیں جنکو نہ بغور کتابیں دیکھنے کا اتفاق ہوا اور نہ وہ ایک معقول مدت تک صحبت میں رہ کر اپنے معلومات کی تکمیل کر سکے وہ بعض حالات میں مخالفین کے کسی اعتراض پر ایسا جواب دیتے ہیں کہ جو سراسر واقعہ کے خلاف ہوتا ہے اس لئے باوجود اہل حق ہونے کے ان کو ندامت اٹھانی پڑتی ہے چنانچہ چند روز ہوئے کہ ایک صاحب پر

لکھیں

پھر ایک مخالف کی طرف سے یہ اعتراض پیش ہوا کہ جس سے تم نے بیعت کی ہے وہ نبی اور رسول ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اس کا جواب محض انکار کے الفاظ میں دیا گیا حالانکہ ایسا جواب صحیح نہیں ہے حق یہ ہے کہ خدا تعالٰے کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ پھر کیونکر یہ جواب صحیح ہوسکتا ہے کہ ایسے الفاظ موجود نہیں ہیں بلکہ اس وقت تو پہلے زمانہ کی نسبت بھی بہت تصریح اور توضیح سے یہ الفاظ موجود ہیں اور براہین احمدیہ میں بھی جس کو طبع ہوئے بائیس برس ہوئے یہ الفاظ کچھ تھوڑے نہیں ہیں چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہوچکی ہیں ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ دیکھو صفحہ ۴۹۸ براہین احمدیہ اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے پھر اس کے بعد اسی کتاب میں میری نسبت یہ وحی اللہ ہے جری اللہ فی حلل الانبیاء یعنی خدا کا رسول نبیوں کے حلوں میں دیکھو براہین صفحہ ۵۰۴ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی پھر یہ وحی اللہ ہے جو صفحہ ۵۵۷ براہین میں درج ہے "دنیا میں ایک نذیر آیا" اسکی دوسری قرأت یہ ہے کہ دنیا میں ایک نبی آیا اسیطرح براہین احمدیہ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا سو اگر یہ کہا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تو خاتم النبیین ہیں پھر آپ کے بعد اور نبی کس طرح آسکتا ہے اس کا جواب یہی ہے کہ بے شک اس طرح سے تو کوئی نبی نیا ہو یا پرانا نہیں آسکتا جس طرح سے آپ لوگ حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آخری زمانے میں اُتارتے ہیں اور پھر اس حالت میں انکو نبی بھی مانتے ہیں بلکہ چالیس برس تک سلسلہ وحی نبوت کا جاری رہنا اور زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ جانا آپ لوگوں کا عقیدہ ہے بے شک ایسا عقیدہ تو معصیت ہے اور آیت ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور حدیث لا نبی بعدی اس عقیدہ کے کذب صریح ہونے پر کامل شہادت ہے لیکن

ہم اس قسم کے عقائد کے سخت مخالف ہیں اور ہم اس آیت پر سچا اور کامل ایمان رکھتے ہیں جو فرمایا کہ ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اور اس آیت میں ایک پیشگوئی ہے جس کی ہمارے مخالفوں کو خبر نہیں اور وہ یہ ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیشگوئیوں کے دروازے قیامت تک بند کر دیئے گئے اور ممکن نہیں کہ اب کوئی ہندو یا یہودی یا عیسائی یا کوئی رسمی مسلمان نبی کے لفظ کو اپنی نسبت ثابت کر سکے نبوت کی تمام کھڑکیاں بند کی گئیں مگر ایک کھڑکی سیرت صدیقی کی کھلی ہے یعنی فنا فی الرسول کی پس جو شخص اس کھڑکی کی راہ سے خدا کے پاس آتا ہے اس پر ظلی طور پر وہی نبوت کی چادر پہنائی جاتی ہے جو نبوت محمدی کی چادر ہے اس لیے اس کا نبی ہونا غیرت کی جگہ نہیں کیونکہ وہ اپنی ذات سے نہیں بلکہ اپنے نبی کے چشمہ سے لیتا ہے اور نہ اپنے لئے بلکہ اسی کے جلال کے لئے اس لئے اس کا نام آسمان پر محمد اور احمد ہے اس کے یہ معنے ہیں کہ محمد کی نبوت آخر محمد کو ہی ملی گو بروزی طور پر مگر نہ کسی اور کو پس یہ آیت کہ ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین اس کے معنے یہ ہیں کہ لیس محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ولا سبیل الی فیوض اللہ من غیر توسطہ غرض میری نبوت اور رسالت باعتبار محمد اور احمد ہونے کے ہے نہ میرے نفس کے رو سے اور یہ نام بحیثیت فنا فی الرسول مجھے ملا۔ لہٰذا خاتم النبیین کے مفہوم میں فرق نہ آیا لیکن عیسیٰ کے اترنے سے ضرور فرق آئیگا xxx اور جس جس جگہ میں نے نبوت یا رسالت سے انکار کیا ہے صرف ان معنوں سے کیا ہے کہ میں مستقل طور پر کوئی شریعت لانے والا نہیں ہوں اور نہ میں مستقل طور پر نبی ہوں۔ مگر ان معنوں سے کہ میں نے اپنے رسول مقتدا سے باطنی فیوض حاصل کر کے اور اپنے لئے اس کا نام پا کر اس کے واسطہ سے خدا کی طرف سے علم غیب پایا ہے رسول اور نبی ہوں مگر بغیر کسی جدید شریعت کے اس طور کا نبی کہلانے سے میں نے کبھی انکار نہیں کیا۔ بلکہ انہی معنوں سے خدا نے مجھے نبی اور رسول کر کے پکارا ہے سو اب بھی میں ان معنوں سے نبی اور رسول ہونے سے انکار نہیں کرتا xx اور خدا نے آج سے چھبیس برس پہلے

براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی وجود قرار دیا ہے پس اس طور سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم الانبیا ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد ہوں صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی کیونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی یعنے بہرحال محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی نبی رہا نہ اور کوئی یعنے جبکہ میں بروزی طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہیں تو پھر کونسا الگ انسان ہوا جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعوے کیا ×× غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر لگ گئی ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجاویں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ۔ اور انبیا کو اپنے بروز پر غیرت نہیں ہوتی کیونکہ وہ انہی کی صورت اور انہی کا نقش ہے لیکن دوسرے پر ضرور غیرت ہوتی ہے ×× پس جو شخص میرے پر شرارت سے یہ الزام لگاتا ہے جو دعوے نبوت اور رسالت کا کرتے ہیں وہ جھوٹا اور ناپاک خیال ہے مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بنا پر خدا نے بار بار میرا ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔ علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیان۔ ۵ نومبر ۱۹۰۱ء

اس اشتہار میں مرزا صاحب نے نبوت کی دو قسمیں کی ہیں ایک بلا واسطہ دوم بالواسطہ اور اپنے لئے فرمایا کہ میں بواسطہ نبوت محمدیہ نبی ہوں مطلب یہ کہ میری نبوت کا ذریعہ پہلے نبیوں کے ذریعہ سے الگ ہیں مگر مقصود میں سب برابر ہیں۔ چنانچہ اسی مضمون کو

...نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے

دوسری جگہ یوں فرماتے ہیں

"ایک اور نادانی یہ ہے کہ (میرے مخالف) جاہل لوگوں کو بھڑکانے کے لیے کہتے ہیں کہ اس نے نبوت کا دعوےٰ کیا ہے حالانکہ یہ انکا سراسر افترا ہے بلکہ جس نبوت کا دعوےٰ کرنا قرآن شریف کے رو سے منع معلوم ہوتا ہے ایسا کوئی دعوےٰ نہیں کیا گیا صرف یہ دعوےٰ ہے کہ ایک پہلو سے میں اُمتی ہوں اور ایک پہلو سے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض نبوت کی وجہ سے نبی ہوں اور نبی سے مراد صرف اس قدر ہے کہ خدا تعالےٰ سے بکثرت شرف مکالمہ ومخاطبہ پاتا ہوں" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۴۹)

اس قسم کے بہت سے حوالجات ہیں جن میں مرزا صاحب نے نبوت کا صاف صاف دعوےٰ کیا ہے مگر بواسطہ نبوت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ۔ لیکن بعد حصول نبوت دوسرے نبیوں سے کسی طرح کم نہیں۔"

ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب پٹیالوی

ڈاکٹر صاحب موصوف قریب بیس سال تک مرزا صاحب کے مرید رہے آخر ان سے علیحدہ ہوئے اور مرزا صاحب کے برخلاف قلم اٹھایا بلکہ دعوے الہام سے بھی مقابلہ کی ٹھیری چنانچہ ڈاکٹر صاحب نے اپنا آخری الہام مرزا صاحب کی موت کے متعلق شائع کیا جس کا ذکر مرزا صاحب نے مع جواب خود ان لفظوں میں کیا ہے جو درج ذیل ہیں:-

"ایسا ہی کئی اور دشمن مسلمانوں میں سے میرے مقابل پر کھڑے ہو کر ہلاک ہوئے اور ان کا نام ونشان نہ رہا ہاں آخری دشمن اب ایک اور پیدا ہوا ہے جس کا نام عبدالحکیم خان ہے اور وہ ڈاکٹر ہے اور ریاست پٹیالہ کا رہنے والا ہے جس کا دعوےٰ ہے کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک ہلاک ہو جاؤنگا اور یہ اسکی سچائی کے لئے ایک نشان ہوگا یہ شخص الہام کا دعوےٰ کرتا ہے اور مجھے دجال اور کافر اور کذاب قرار دیتا ہے پہلے اس نے بیعت کی اور برابر بیس برس تک میرے مریدوں اور میری جماعت میں داخل رہا پھر ایک نصیحت کی وجہ سے جو میں نے محض

لئے اس کو کئی مرتبہ سمجھایا گیا نصیحت یہ تھی کہ اُس نے یہ مذہب اختیار کیا تھا کہ بغیر قبول اسلام اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نجات ہو سکتی ہے گو کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وجود کی خبر بھی رکھتا ہو چونکہ یہ دعویٰ باطل تھا اور عقیدہ جمہور کے بھی برخلاف اس لئے میں نے منع کیا مگر وہ باز نہ آیا آخر میں نے اس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا[۱] تب اس نے پیشگوئی کی کہ میں اس کی زندگی میں ہی ۴ اگست ۱۹۰۸ء تک اس کے سامنے ہلاک ہو جاؤنگا مگر خدا نے اس کی پیشگوئی کے مقابل پر مجھے خبر دی کہ وہ خود عذاب میں مبتلا کیا جاویگا اور خدا اس کو ہلاک کرے گا اور میں اس کے شر سے محفوظ رہونگا سو یہ وہ مقدمہ ہے جس کا فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے بلاشبہ یہ سچ بات ہے کہ جو شخص خدا تعالے کی نظر میں صادق ہے خدا اس کی مدد کریگا (چشمہ معرفت صفحہ ۳۲۱)

اس مقابلہ کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب ڈاکٹر صاحب کی بتائی ہوئی مدت کے اندر اندر ہی (۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو) فوت ہو گئے اور ڈاکٹر صاحب آج (۲۱ جون ۱۹…ء) تک زندہ ہیں آئندہ واللہ اعلم

دعویٰ الوہیت

دعوے نبوت کے متعلق مرزا صاحب کے الفاظ پہلے سنائے گئے ہیں یہاں دعوے الوہیت کا بیان ہے مرزا صاحب فرماتے ہیں :-

رأیتنی فی المنام عین اللہ وتیقنت اننی ھو + فخلقت السموات والارض وقلت انا زینا السماء الدنیا بمصابیح
(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۵۶۴ ، ۵۶۵)

میں نے نیند میں اپنے آپ کو ہو بہو اللہ دیکھا اور میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی اللہ ہوں + پھر میں نے آسمان اور زمین بنائے اور میں نے کہا کہ ہم نے آسمان کو ستاروں کے ساتھ سجایا [illegible]

ہم واقعات مرزا لکھ رہے ہیں اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم مرزا صاحب کے اصل الفاظ نقل کر دیں ان کے متعلق ان کے معتقدین کی تاویلات یا تحریفات کے ہم ذمہ وار نہیں[۲]

[illegible]

[۱] حالانکہ یہی مذہب خان صاحب میاں محمد علی خان رئیس مالیر کوٹلہ داماد مرزا صاحب قادیانی کا ہے پھر نہیں معلوم ڈاکٹر صاحب تو خارج اور مرتد ہوں اور خان صاحب داماد تک [illegible]

مرزا صاحب کی نظر عنایت خاکسار پر

آسماں بار امانت نتوانست کشید ٭ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

جس طرح مرزا صاحب کی زندگی کے دو حصے ہیں (براہین احمدیہ تک اور اس سے بعد) اسیطرح مرزا صاحب سے میرے تعلق کے بھی دو حصے ہیں براہین احمدیہ تک اور براہین سے بعد۔ براہین تک میں مرزا صاحب سے حسن ظن تھا چنانچہ ایک دفعہ جب میری عمر کوئی ۱۷ × ۱۸ سال کی تھی۔ میں بشوق زیارت بٹالہ سے پا پیادہ تنہا قادیاں گیا ان دنوں مرزا صاحب ایک معمولی مصنف کی حیثیت میں تھے مگر باوجود شوق اور محبت کے میں نے جو وہاں دیکھا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ میرے دل میں جو ان کی بابت خیالات تھے وہ پہلی ملاقات میں مبدل ہو گئے جس کی صورت یہ ہوئی کہ میں اُن کے مکان پر دھوپ میں بیٹھا تھا وہ آئے آتے ہی بغیر اس کے کہ السَّلَامُ عَلَیْکُمْ کہیں یہ کہا تم کہاں سے آئے ہو کیا کام کرتے ہو۔ میں ایک طالبعلم علماء کا صحبت یافتہ اتنا جانتا تھا کہ آتے ہوئے السّلام علیکم کہنا سنت ہے فوراً میرے دل میں آیا کہ انہوں نے مسنون طریق کی پرواہ نہیں کی کیا وجہ ہے مگر چونکہ حسن ظن غالب تھا اس لئے یہ وسوسہ دب کر رہ گیا۔

جن دنوں آپ نے مسیحیت موعودہ کا دعوےٰ کیا میں ابھی تحصیل علم سے فارغ نہیں ہوا تھا۔ آخر بعد فراغت میں آیا تو مرزا صاحب کی کتابوں کا مطالعہ شروع کیا دل میں تڑپ تھی استخارے کئے دعائیں مانگیں خواب دیکھے جن کا نتیجہ یہ ہوا کہ مرزا صاحب نے مجھے اپنے مخالفوں میں سمجھ کر مجھکو قادیاں میں پہونچکر گفتگو کرنے کی دعوت دی جس دعوت کے الفاظ یہ ہیں :-

"مولوی ثناء اللہ اگر سچے ہیں تو قادیان میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سو روپیہ انعام دیا جاوے گا اور آمد و خرچ کا کرایہ علیحدہ" (اعجاز احمدی صفحہ ۱۱)

یہ بھی لکھا:۔

"یاد رہے کہ رسالہ نزول المسیح میں ڈیڑھ سو پیشگوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونیکی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی ثناء اللہ صاحب لیجائینگے اور دربدر گدائی کرنے سے نجات ہوگی بلکہ ہم اور پیشگوئیاں بھی معہ ثبوت ان کے سامنے پیش کر دینگے اور اسی وعدہ کے موافق فی پیشگوئی سو روپیہ دیتے جاویں گے اسوقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے پس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لونگا تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائیگا وہ سب ان کی نذر ہوگا جس حالت میں دو دو آنہ کے لئے وہ دربدر خراب ہوتے پھرتے ہیں اور خدا کا قہر نازل ہے اور مردوں کے کفن اور وعظ کے پیسوں پر گزارہ ہے ایک لاکھ روپیہ حاصل ہو جانا ان کے لئے ایک بہشت ہے لیکن اگر میرے اس بیان کیطرف توجہ نہ کریں اور اس تحقیق کیلئے بپابندی شرائط مذکورہ جنمیں شرط ثبوت تصدیق ورنہ تکذیب دونوں شرط ہیں قادیان میں نہ آئیں تو پھر لعنت ہے اس لاف و گزاف پر جو انہوں نے موضع مد میں مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ کہ گراہو نے بغیر علم اور پوری تحقیق کے عام لوگوں کے سامنے تکذیب کی کیا یہی ایماندار ہے وہ انسان کتوں سے بدتر ہوتا ہے جو بیہودہ بکتا ہے اور وہ زندگی لعنتی ہے جو بے شرمی سے گزرتی ہے" (اعجاز احمدی ص ۲۳)

پھر یہ بھی لکھا:۔

"واضح رہے کہ مولوی ثناء اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تین نشان میرے ظاہر ہونگے (۱) وہ قادیان میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتال کے لئے میرے پاس

سلہ محض جھوٹ مرزا صاحب کا کوئی مرید ثابت کرے تو ایکہزار روپیہ انعام (مصنف)

ہرگز نہیں آئینگے اور سچی پیشگوئیوں کی اپنی قلم سے تصدیق کرنا ان کیلئے موت ہوگی
(۲) اگر اس چیلنج پر وہ مستعد ہوئے کہ کاذب صادق کے پہلے مر جائے تو ضرور
وہ پہلے مرینگے اور سب سے پہلے اس اردو مضمون اور عربی قصیدہ کے مقابلہ سے
عاجز رہ کر جلد تر ان کی روسیاہی ثابت ہو جائیگی" (صفحہ ۳۷)

انجام اس کا یہ ہوا کہ میں نے ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء مطابق ۱۰ شوال ۱۳۲۰ھ کو قادیان
پہونچکر مرزا صاحب کو اطلاعی خط لکھا جو درج ذیل ہے:۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ بخدمت جناب مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان
خاکسار آپکی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱ و ۲۳ قادیان میں اسوقت
حاضر ہے جناب کی دعوت قبول کرنے میں آجتک رمضان شریف مانع رہا
ورنہ اتنا توقف نہ ہوتا۔ میں اللہ جلشانہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی
خصومت اور عناد نہیں چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عہدہ جلیلہ پر ممتاز
و مامور ہیں جو تمام بنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھ جیسے مخلصوں کے لئے
خصوصاً ہے اس لئے مجھے قوی امید ہے کہ آپ میری تفہیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت
نہ کرینگے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت بخشینگے کہ میں مجمع میں آپکی پیشگوئیوں
کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں۔ میں مکرر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت
سفر کی طرف توجہ دلاکر اسی عہدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع
دیں (راقم ابو الوفا ثناء اللہ ۔ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء)"

مرزا صاحب نے اس کا جواب دیا:۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم
از طرف عائذ باللہ الصمد غلام احمد عافاہ اللہ و اید بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب
آپ کا رقعہ پہونچا۔ اگر آپ لوگوں کی صدق دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و
شبہات پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی جو دعوے
سے تعلق رکھتے ہوں رفع کرادیں تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوگی اور اگرچہ

میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آتھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کرونگا کیونکہ اس کا نتیجہ بجز گندی گالیوں اور اوباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہوا مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شبہات دور کرنے کے لئے تیار ہوں اگرچہ آپ نے اس رقعہ میں دعوٰی تو کر دیا کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تامل ہے کہ اس دعوے پر آپ قائم رہ سکیں کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہر ایک بات کو کشاں کشاں بیہودہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خدائے تعالٰی کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کرونگا۔ سو وہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لئے اول یہ اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جاویں گے اور وہی اعتراض کرینگے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر یا حضرت عیسیٰ پر یا حضرت موسیٰ پر یا حضرت یونس پر عائد ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیشگوئیوں پر زد نہ ہو دوسری یہ شرط ہوگی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز مجاز نہیں ہونگے۔ صرف آپ مختصر ایک سطر یا دو سطر تحریر دیدیں کہ میرا یہ اعتراض ہے۔ پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جاویگا اعتراض کے لئے لمبا لکھنے کی ضرورت نہیں ایک سطر یا دو سطر کافی ہیں۔ تیسری یہ شرط ہوگی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے کیونکہ آپ اطلاع دے کر نہیں آئے چوروں کی طرح آ گئے اور ہم ان دنوں بباعث کم فرصتی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہوگا کہ عوام کالانعام کے روبرو آپ وعظ کی طرح لمبی گفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بند رکھنا ہوگا۔ جیسے صُمٌّ بُکمٌ اس لئے کہ تا گفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے اوّل صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹہ تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپکو متنبہ کیا جاوے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو

آپ کا کام نہیں ہوگا کہ اس کو سناویں ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہیئے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو اس طرز میں آپکا کچھ ہرج نہیں ہے کیونکہ آپ تو شبہات دُور کرانے آئے ہیں یہ طریق شبہات دُور کرانیکا بہت عمدہ ہے میں آواز بلند لوگوں کو سنادونگا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی ثناء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے اسیطرح تمام وساوس دور کر دیئے جاوینگے لیکن اگر یہ چاہو کہ بحث کے رنگ آپکو بات کا موقع دیا جاوے تو یہ ہرگز نہیں ہوگا۔ چودھویں جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں بعد میں ۱۵ جنوری کو ایک مقدمہ پر جہلم جاؤنگا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے مگر چودہ جنوری سنہ ۱۹۰۳ء تک ۳ گھنٹہ تک آپکے لئے خرچ کر سکتا ہوں اگر آپ لوگ کچھ نیک نیتی سے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہوگا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے خود خدائے تعالیٰ فیصلہ کر دیگا۔"

سوچکر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہوگا کہ آپ بذریعہ تحریر جو سطر دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شبہ پیش کرتے جاویں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤنگا ایسے صدہا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کر لیتے ہیں ایک بھلا مانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کریگا اس کو اپنے وساوس دُور کرانے ہیں اور کچھ غرض نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں ڈرتے اُن کی تو نیتیں ہی اور ہوتی ہیں۔ بالآخر اس غرض کے لئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قادیان سے بغیر تصفیہ کے خالی نہ جاویں۔ دو شخصوں کا ذکر کرتا ہوں۔ اوّل چونکہ میں رسالہ انجام آتھم میں خدا تعالیٰ سے قطعی عہد کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے کوئی بحث[1] نہیں کرونگا۔ اسوقت پھر اسی عہد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنونگا صرف آپ کو یہ موقع دیا جائیگا کہ آپ اوّل ایک اعتراض جو آپکے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو ایک سطر

---

[1] مجموعہ جیبی صفحہ ... مرزا صاحب کا کوئی مرید اا بحث کرے تو ایکہزار روپیہ انعام لے۔ (مصنف)

یا دو سطر یا تین سطر لکھ کر پیش کریں جس کا مطلب یہ ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور منہاج نبوت کی رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور میں مجمع عام میں اس کا جواب دونگا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں پھر دوسرے دن اسی طرح دوسری لکھ کر پیش کریں یہ میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤنگا اور کوئی زبانی بات نہیں سنونگا اور آپ کی مجال نہیں ہوگی کہ ایک کلمہ بھی زبانی بول سکیں اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگر سچے دل سے آئے ہیں تو اس کے پابند ہو جاویں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر بسر نہ کریں اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کریگا اس پر خدا کی لعنت ہے اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے آمین سو میں اب دیکھونگا کہ آپ سنت نبوی کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادیان سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہیئے کہ اول آپ مطابق اس عہد موکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر لکھ کر بھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجمع کیا جاویگا اور آپ کو بلایا جاویگا اور مجمع عام میں آپ کے شبہات کا وساوس دور کر دیئے جائینگے۔

(مرزا غلام احمد بقلم خود) ([illegible])

اس خط کو دیکھ کر چاہیئے تھا کہ میں مایوس ہو جاتا مگر ارادہ کے مستقل آدمی سے یہ امید غلط ہے کہ وہ ایک آدھ مانع پیش آنے سے مایوس ہو جائے اس لیئے میں نے پھر ایک خط لکھا جو درج ذیل ہے:۔

الحمد للہ والسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ

اما بعد۔۔۔ از خاکسار ثناء اللہ بخدمت مرزا غلام احمد صاحب!

آپ کا طومار نامی رقعہ مجھے پہنچا افسوس ہے کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جبکہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی صفحہ ۱۱/۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقعہ اولیٰ میں انہی صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کلامی جو آپ نے کی ہے بجز العادۃ طبیعۃ ثانیۃ کے اور کیا معنے رکھتی ہے

جناب من کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفحات مذکورہ پر تو اس نیاز مندانہ تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کروں تو فی پیشگوئی مبلغ سو روپیہ انعام لوں اور اس رقعہ میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کا پابند کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى

بھلا یہ تحقیق کا طریق ہے میں ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت دے کر پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جس کی بابت آپ نے مجھے صفحہ ۲۳ پر دعوت دی ہے جناب والا کیا انہیں ایک دو سطروں کے لکھنے کے لئے آپ نے مجھے دردولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ میں امرتسر میں ہی بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں۔ مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نیل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا اس لئے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھونگا اور آپ بلاشک تین گھنٹے تک تقریر کریں مگر اتنی اصلاح ہوگی کہ میں اپنی دو دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناؤنگا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کرونگا اور چونکہ آپ مجمع عام پسند نہیں کرتے اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہونگے جو پچیس سے زائد نہ ہونگے آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں کیا مہمانوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں --- اطلاعاً عدیناً آپنے شرط نہیں کیا تھا علاوہ اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہو گئی ہوگی آپ جو مضمون سنائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دے دینگے کاروائی آج ہی سے شروع ہو جاوے آپکے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سا سوال بھیجدونگا۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث میں موجود ہے[۱] ۱۹۰۲ء (الحدیث)

[۱] وہ یہ ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا مستحق نہیں تو کرنے والے پر پڑتی ہے ۱۲ منہ

اس کا جواب جناب مرزا صاحب نے خود نہیں لکھا بلکہ آپ کی طرف سے مولوی محمد
احسن صاحب امروہی نے لکھا جو درج ذیل ہے:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ حامداً و مصلیاً

مولوی ثناء اللہ صاحب! آپ کا رقعہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود و مہدی
معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں سنا دیا گیا۔ چونکہ مضامین اس کے
محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طالب حق سے بعد المشرقین کی دوری اس سے
صاف ظاہر ہوتی تھی۔ لہٰذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ
کو تحقیق حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آتھم میں اور نیز اپنے خط مرقومہ جواب رقعہ
سامی میں قسم کھا چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ سے عہد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان
سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں گے[۵] خلاف معاہدہ الٰہی کے کوئی مامور من اللہ
کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے طالب حق کے لئے جو طریق حضرت
اقدس نے تحریر فرمایا ہے کیا وہ کافی نہیں لہٰذا آپ کی اصلاح جو بطرز
شان مناظرہ آپ نے لکھی ہے وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور
نہیں فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں کہ کل قادیان وغیرہ
کے اہل الرائے مجتمع ہوں تاکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے والسلام
علی من اتبع الہدیٰ۔ ۱۱ جنوری ۱۹۰۳ء

گواہ شد محمد سرور ابو سعید عفی عنہ۔ خاکسار محمد احسن بحکم حضرت امام الزمان

بس اب ناامیدی ہو گئی تو میں اپنے مصاحبوں کے یہ کہتا ہوا چلا آیا۔

شعر

ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرمان رفتم

---

۵ غلط ہے۔ مصنف

خاکسار پر آخری نظر عنایت

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیتے تو ہم لیتے
بلا یہ کون لیتا جان پہ لیتے تو ہم لیتے

میرا روئے سخن مرزا صاحب کے ساتھ اور بزرگان علمائے کرام سے بعد شروع ہوا۔ مگر کیفیت میں اُن سے بڑھ گیا تھا اس لئے مرزا صاحب نے آخری نظر عنایت جو مجھ پر کی۔ خود انہی کے لفظوں میں درج ذیل ہے فرماتے ہیں:-

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

{ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ یستنبئونک احق
ھو قل ای و ربی انہ لحق }

بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ مدت سے آپ کے پرچہ اہلحدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے ہمیشہ مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب دجال مفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعوےٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افترا ہے میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور بہت سے افترا میرے پر کرکے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے اُن گالیوں اور تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں۔ جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی

زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی
عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی
میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہے تاکہ خدا کے
بندوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور
مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا
ہوں کہ آپ سنت اللہ کے موافق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے پس اگر وہ سزا
جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے جیسے طاعون ہیضہ
وغیرہ مہلک بیماریاں آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئیں تو میں خدا کی طرف سے
نہیں یہ کسی الہام یا وحی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بلکہ محض دعا کے طور پر میں نے
خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر و
قدیر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوے مسیح موعود
ہونے کا محض میرے نفس کا افترا ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب
ہوں اور دن رات افترا کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک میں عاجزی
سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے
ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔
آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا۔ اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں
جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں
کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون و ہیضہ
وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے طور پر میرے روبرو اور
میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے جنکو وہ فرض
منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے آمین یا رب العالمین میں ان کے ہاتھ سے
بہت ستایا گیا اور صبر کرتا رہا مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بدزبانی حد سے
گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا

کیلئے سخت نقصان رساں ہوتا ہے اور انہوں نے ان تہمتوں اور بد زبانیوں میں آیت
لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر
سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا کہ یہ شخص درحقیقت مفسد اور
ٹھگ اور دوکاندار اور کذاب اور مفتری اور نہایت درجہ کا بد آدمی ہے سو اگر ایسے
کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تہمتوں پر صبر کرتا میں دیکھتا ہوں
کہ مولوی ثناء اللہ انہی تہمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو نابود کرنا چاہتا ہے۔
اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھیجنے والے
اپنے ہاتھ سے بنائی ہے اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر
تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں
حقیقت میں مفسد اور کذاب ہے اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور
نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو مبتلا کر اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر
آمین ثم آمین رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ خَيْرُ الْفَاتِحِينَ آمین
بالآخر مولوی صاحب سے التماس ہے کہ میرے اس مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو
چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔ الراقم عبد اللہ الصمد
میرزا غلام احمد مسیح موعود عافاہ اللہ و ایدہ مرقومہ یکم ربیع الاول ۱۳۲۵ھ ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء

اس اشتہار کی اشاعت کے بعد ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء کے اخبار بدر قادیان میں مرزا صاحب
کی روزانہ ڈائری یوں چھپی "ثناء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف سے
نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بنیاد رکھی گئی ہے ایک دفعہ ہماری توجہ اس کی طرف
ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی اور رات کو الہام ہوا کہ اُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ صوفیا کے
نزدیک بڑی کرامت استجابت دعا ہی ہے باقی سب اس کی شاخیں ہیں (مرزا)

(اخبار بدر قادیان ۲۵ اپریل ۱۹۰۷ء صفحہ ۷ کالم ۲)

نتیجہ یہ ہوا کہ جناب مرزا صاحب ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء مطابق ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۲۶ھ کو
انتقال کر گئے آپ کے انتقال کی خبر اخبار الحکم کے خاص پرچہ میں ان لفظوں میں دی گئی وہ درج ذیل ہے

دل کی دل میں رہی اور بات نہ ہونے پائی۔

وفات مسیح

برادران! جیسا کہ آپ سب صاحبان کو معلوم ہے حضرت امامنا و مولانا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود (مرزا صاحب قادیانی) علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسہال کی بیماری بہت دیر سے تھی اور جب آپ کوئی دماغی کام زور سے کرتے تھے حضور کو یہ بیماری بسبب کھانا نہ ہضم ہونے کے ہو جایا کرتی تھی اور عموماً مشک وغیرہ کے استعمال سے واپس آجایا کرتی تھی اس دفعہ لاہور کے قیام میں بھی حضور کو دو تین دفعہ پہلے یہ حالت ہوئی لیکن ۲۵ تاریخ مئی کی شام کو جب آپ پیغام صلح کا مضمون لکھنے کے بعد سیر کو تشریف لے گئے تو واپسی پر حضور کو پھر اس بیماری کا دورہ شروع ہو گیا اور وہی دوائی جو کہ پہلے مقوی معدہ استعمال فرماتے تھے مجھے حکم بھیجا تیار کروا کر بھیجی گئی مگر اس سے کوئی فائدہ نہ ہوا اور قریباً گیارہ بجے اور ایک دست آنے پر ضعف بہت ہو گیا اور مجھے اور حضرت خلیفہ نور الدین صاحب کو طلب فرمایا ...... مقوی ادویہ دی گئیں اور اس خیال سے کہ دماغی کام کی وجہ سے یہ مرض شروع ہوئی نیند آنے سے آرام آ جائیگا ہم واپس اپنی جگہ پر چلے گئے مگر قریباً دو اور تین بجے کے درمیان ایک اور بڑا دست آگیا جس سے نبض بالکل بند ہو گئی اور مجھے اور حضرت مولانا خلیفۃ المسیح مولوی نور الدین صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب کو بلوایا اور برادرم ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کو بھی گھر سے طلب کیا اور جب وہ تشریف لائے تو مرزا یعقوب بیگ صاحب کو اپنے پاس بلا کر کہا کہ مجھے سخت اسہال کا دورہ ہو گیا ہے آپ کوئی دوا تجویز کریں۔ علاج شروع کیا گیا چونکہ حالت نازک ہو گئی تھی اس لئے ہم پاس ہی ٹھہرے رہے اور علاج باقاعدہ ہوتا رہا۔ مگر پھر نبض واپس نہ آئی یہاں تک کہ ساڑھے ۱۰ صبح ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت اقدس کی روح اپنے محبوب حقیقی سے جا ملی انا للہ وانا الیہ راجعون (ضمیمہ الحکم نمبر ... پرچہ الحکم مورخہ ۲۸ مئی ۱۹۰۸ء)

اور خاکسار مصنف (ابوالوفا ثناء اللہ مدیر و مؤلف صاحب مرزا) تا حال (جون ۱۹۲۳ء تک) بفضلہ تعالیٰ زندہ ہے اور مرزا صاحب آج سے ۱۵ سال پہلے فوت ہو چکے ہیں ع

... سیف و چشم ... آخر شد

... گل ... آخر شد

۶۱۶۷

کتب خانہ ثنائی امرتسر کی مختصر فہرست کتب

قادیانی مشن

شہادۃ القرآن - اثباتِ حیاتِ مسیح
بے نظیر کتاب حصہ اول ۱۲؍ دوم ۸؍ کل ۱؍
دونوں کے خریدار کو محصول ڈاک معاف
الہاماتِ مرزا - الہاموں کی کافی تردید ۱۲؍
مرقع قادیانی مرزا صاحب قادیانی کی تردید ۲؍
تاریخ مرزا - قیمت ۸؍
نکاحِ مرزا - آسمانی نکاحِ مرزا کی تفصیل ۲؍
شاہِ انگلستان اور مرزا قادیان ۲؍
فاتحِ قادیان - مرزا صاحب کے آخری
فیصلہ پر مفصل انعامی مباحثہ لدھیانہ ۶؍
فسخِ نکاحِ مرزائیاں متفقہ
فتویٰ علماءِ اسلام ۴؍
عقائدِ مرزا - مفید رسالہ ۱؍
چیستانِ مرزا - عجز مرزا کے متعلق ۶؍ پائی
فیصلہ آسمانی - ہر سہ حصص قیمت ۱؍
النجم الصحیح - قبر مسیح کی تحقیق ۲؍
فتحِ ربانی ۶؍

متعلقہ آریہ

حق پرکاش - بجواب ستیارتھ پرکاش ۱؍
ترکِ اسلام دہرمپال کے ترک کا جواب ۱۲؍

بحثِ تناسخ - تناسخ پر مکمل بحث ۶؍
ثمراتِ تناسخ - تناسخ کے نتائج ۶؍
حدوثِ وید - ویدوں کی قدامت کا رد
اور حدوث کا ثبوت ۲؍
حدوثِ دنیا - دنیا کے حدوث کا ثبوت ۳؍
الہام - الہام پر بحث ۲؍
شادی بیوگان اور نیوگ ۲؍
مناظرہ خورجہ - خورجہ کی مصدقہ بحث
آریوں سے ۴؍
مناظرہ جبل پور - آریوں سے ۴؍
القرآن العظیم - قرآن اور وید کا مقابلہ ۳؍
تبرِ اسلام - بجواب نخل اسلام دہرمپال ۶؍
جہادِ وید - ویدوں سے جہاد کا ثبوت ۳؍
مباحثہ گوشت خوری قیمت ۶؍

متعلقہ اہلِ حدیث

اہلحدیث کا مذہب - اہل حدیث کے
مسائل کا بیان ۸؍
تقلیدِ شخصی اور سلفی -
حدیثِ نبوی اور تقلیدِ شخصی
دونوں مضمونوں پر بحث ۶؍

علم الفقہ ۔ مسائل فقہ کی تنقید ۳؍
آمین رفع یدین ۔ دونوں مسئلوں کا ثبوت ۲؍
فتوحات اہلحدیث ۔ ہائیکورٹوں کے فیصلجات بحق اہلحدیث ۸؍
اجتہاد و تقلید ۔ دونوں مسائل پر مفصل اور دلچسپ بحث ۸؍

متعلقہ عام اہل اسلام

تعلیم القرآن ۔ بالاجمال قرآن شریف کی تعلیم کا بیان ۲؍
قرآن اور دیگر کتب ۔ مقابلہ دکھایا گیا ہے ۲؍
اسلامی تاریخ ۔ آنحضرت صلعم کے حالات بطرز حکایات ۳؍
خصائل النبی ۔ ترجمہ شمائل ترمذی ۲؍
السلام علیکم ۔ اسلامی سلام کے احکام ۲؍
ہدایت الزوجین ۔ بیوی خاوند کے احکام نکاح و طلاق کے مسائل ۲؍
کلمہ طیبہ ۔ کلمہ شریف کی تفسیر ۲؍
توحید و تثلیث ۔ دونوں مضامین ۳؍
شریعت و طریقت ۲؍
ادب العرب ۔ عربی صرف و نحو کا بیان ۸؍
رسوم اسلامیہ ۔ رسوم بدعیہ کا رد ۲؍
الفوز العظیم ۴؍
دلیل الفرقان ۔ اہل قرآن کا رسالہ متعلقہ نماز کا مکمل جواب ۴؍
ام القرٰے ۔ مکہ معظمہ کی فضیلت ؍
خلافت محمدیہ ۔ شیعوں کی تردید میں لاجواب رسالہ ۸؍
عصمت النبی ۔ آنحضرت صلعم کی پاکدامنی کا مکمل ثبوت ۲؍
عزت کی زندگی ۔ وہ احکام جن سے عزت کی زندگی حاصل ہو ۲؍
میل ملاپ ۔ اتحاد کا سبق دینے والا رسالہ ۴؍
لغات القرآن ۔ جملہ الفاظ قرآنی کی تحقیق انیق ۱۲؍
البرہان العجاب سورۂ فاتحہ خلف امام کی تائید ۱۲؍
نور العینین ۔ شیخ حسین محدث بھوپالی یمنی کا عربی فتوی جلد اول ۱۲؍
حیات طیبہ ۔ حضرت مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی رح کی مفصل سوانح عمری ۳؍

تمام کتابوں کے ملنے کا پتہ: **مینجر دفتر اخبار اہلحدیث امرتسر (پنجاب)**

URDU STACKS